بنیادی دینی اور تاریخی
معلومات
مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنیادی دینی

اور

تاریخی معلومات

تالیف:

مولانا ڈاکٹر محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب

مہتمم وشیخ الحدیث

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد

وخلیفہ مجاز: عارف باللہ حضرت مولانا

شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

Mob`ile: 09412866177

ناشر:

مرکز الکوثر التعلیمی والخیری مراداباد

تفصیلات

نام کتاب : بنیادی دینی اور تاریخی معلومات
تالیف : مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی صاحب
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد
طبع اول : محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء
کمپوزنگ : محمد شعیب قاسمی سیتاپوری
صفحات : ۱۱۲
ناشر : مرکز الکوثر التعلیمی والخیری مرادآباد
قیمت :

ملنے کے پتے:

جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد یوپی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

مکتبہ الفرقان لکھنؤ

مرکز دعوت وارشاد دارالعلوم الاسلامیہ بستی یوپی

مولانا عبدالسلام خان قاسمی 179 کتاب مارکیٹ، وزیر بلڈنگ، بھنڈی بازار ممبئی

مندرجات

❑ نماز سے متعلق ضروری باتیں ---------- ۵۶-۷۲

عرضِ مرتب

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین:

امت کے نونہالوں اور نوجوانوں کو ضروری دینی وتاریخی معلومات سے واقف کرانا وقت کی بہت بنیادی ضرورت ہے، ہماری نسل بنیادی دینی معلومات سے حد درجہ ناواقفیت میں مبتلا ہے، اور مخلوط معاشرتی نظام اور لادینی ماڈرن تعلیم سے متأثر ہوکر بگاڑ کے راستے پر بھاگ رہی ہے۔

ملک کے مختلف خطوں اور علاقوں میں اللہ کے متعدد مخلص بندے امت کی اصلاح اور دینی تعلیم کے فروغ کے لئے حسب ضرورت واستطاعت کوششیں کررہے ہیں، احقر کو مختلف احباب نے بنیادی دینی وتاریخی معلومات پر مشتمل ایک عام فہم اور مختصر کتاب مرتب کرنے کی طرف بطور خاص متوجہ کیا، چنانچہ احقر نے قلم اٹھایا اور یہ مختصر کتاب مرتب ہوئی۔

اللہ اسے قبول فرمائے، اور ہم سب کو خدمت دین کے مبارک کام میں تازندگی لگائے رکھے، آمین یارب العالمین۔

محمد اسجد قاسمی ندوی
خادم حدیث
مدرسہ عربیہ امدادیہ مرادآباد یوپی
۱۰؍محرم الحرام ۱۴۳۶ھ
مطابق ۴؍نومبر ۲۰۱۴ء

قرآنِ مجید

قرآنِ مجید اللہ کی آخری اور سب سے جامع کتاب ہے، جو پوری انسانیت کی رہنمائی اور اصلاح کے لئے آخری نبی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے، قرآن کے نزول کے آغاز کے وقت آپ کی عمر بمارک ۴۰ ؍سال تھی، اسے تمام آسمانی کتابوں میں سب سے افضل مقام حاصل ہے، یہ ۲۳ ؍سال کی مدت میں وقفے وقفے سے نازل ہوئی ہے۔

قرآن کا اصل موضوع

اللہ کی مخلوق کو گمراہی سے دور رکھنا، اور سچائی کے سیدھے راستے پر لانا ہے۔

قرآن کی خصوصیات

(۱) اللہ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے، چناں چہ اس کا ایک ایک حرف اور نقطہ محفوظ ہے اور اس کے کسی بھی حصے میں نہ آج تک کوئی تبدیلی اور ترمیم کر سکا ہے اور نہ قیامت تک کر سکے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲) یہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

(۳) قرآن جیسا کلام کوئی آج تک پیش نہیں کر سکا، اور نہ کر سکے گا۔

(۴) قرآن کے ذریعے دیگر آسمانی کتابوں کے احکام منسوخ ہو گئے۔

(۵) قرآنِ مجید کا ہر حکم ہر زمانے کے حالات کے بالکل مطابق ہے، اسی لئے اس کو ''کتابِ فطرت'' بھی کہا گیا ہے۔

(۶) قرآنِ مجید کے بے شمار حافظ ہیں اور لاکھوں سینوں میں یہ محفوظ ہے۔

قرآن سے متعلق ضروری معلومات

قرآنِ کریم کے نزول کا آغاز شب قدر میں ہوا، اس میں ۳۰/ پارے ہیں، ۷/منزلیں ہیں، ۱۴/آیاتِ سجدہ ہیں، ۱۱۴/سورتیں ہیں، ۵۵۸/رکوع ہیں، ۶۶۶۶/آیات ہیں، ۷۷۹۳۴/کلمات ہیں، اور ۳/لاکھ ۲۳/ہزار ۶۷۱/حروف ہیں۔

قرآن کے بنیادی حقوق

قرآنِ کریم کے بنیادی حقوق یہ ہیں: (۱) اس کے حق ہونے پر ایمان ویقین (۲) اس کی تلاوت (۳) اس کا ادب واحترام (۴) اس کو سمجھنے کی کوشش (۵) اس پر مکمل عمل۔

قرآن کی تلاوت

بہت اہم عبادت ہے، قرآن کے ایک حرف کی تلاوت پر دس نیکیاں ملتی ہیں، قرآن کی تلاوت سے دلوں کا زنگ دور ہوتا ہے، تلاوت سے اللہ کی محبت میں ترقی ہوتی ہے، یہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

قرآن سیکھنا، سکھانا اور سمجھنا

قرآنِ کریم کی تعلیم حاصل کرنا، دوسروں کو اس کی تعلیم دینا اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے، حدیث میں آتا ہے کہ: ’’تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے‘‘۔ قرآن کو سمجھے بغیر پڑھنا بھی نیکی ہے، بغیر سمجھے پڑھنے کو بے فائدہ بتانا بد دینی یا جہالت ہے، لیکن قرآن کو سمجھنا ہر مسلمان کی بنیادی مذہبی ذمہ داری ہے، اس لئے کہ قرآن کو سمجھے بغیر نہ اللہ کے احکام معلوم ہوسکتے ہیں اور نہ ان پر عمل ہوسکتا ہے، اس لئے ہر مسلمان پر قرآن کا ترجمہ اور مفہوم سمجھنا ضروری ہے؛ البتہ یہ سمجھنا اپنی عقل ورائے سے نہیں؛ بلکہ مستند اہل علم کی سرپرستی اور نگرانی میں ہونا چاہئے، احادیث میں قرآن کو اللہ کا دسترخوان بتایا گیا ہے، اور اس

دسترخوان سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی تاکید آئی ہے۔

قرآنِ کریم کا حفظ

حفظ قرآن بہت بڑی نعمت اور سعادت ہے، حدیث میں آتا ہے کہ: ''جس کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی محفوظ نہ ہو وہ ویران گھر کی طرح ہے''۔ قرآن کے سب سے پہلے حافظ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھے، صحابہ کی جماعت (جو صحیح قول کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار افراد پر مشتمل تھی) میں تقریباً دس ہزار حافظ تھے۔

حدیث

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال (ارشادات) افعال (کاموں) اور تقریرات (صحابہ کے کسی کام یا بات پر آپ کی خاموش تائید) کا نام حدیث ہے۔

حدیث قرآنِ کریم کی طرح وحی الٰہی ہے، فرق یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اللہ کے ہیں اور حدیث کے الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ قرآن کی طرح حدیث کا انکار کفر ہے، حدیث قرآن کے مختصر مضامین کی تفصیل اور قرآن کے اشاروں کی وضاحت ہے، احادیث کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے۔

حدیث کی سب سے مستند کتاب امام بخاری کی ''صحیح بخاری'' ہے، حدیث کا سب سے مقبول مجموعہ ''صحاحِ ستہ'' ہیں، یہ چھ کتابیں ہیں: (۱) بخاری شریف (۲) مسلم شریف (۳) ترمذی شریف (۴) ابوداؤد شریف (۵) نسائی شریف (۶) ابن ماجہ شریف۔

ان کے علاوہ چند اور مشہور کتابیں یہ ہیں: (۱) مؤطا امام مالک (۲) مؤطا امام محمد (۳) طحاوی شریف (۴) مشکوٰۃ المصابیح (۵) ریاض الصالحین (۶) شعب الایمان (امام بیہقی) (۷) مسند امام احمد۔

جن صحابہ سے زیادہ حدیثیں منقول ہیں ان کو ''مکثرین فی الحدیث'' کہا جاتا ہے، ان کی تعداد ۶/ ہے: (۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ: ان سے ۵۳۷۴/روایات منقول ہیں (۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ: ان سے ۲۶۳۰/روایات منقول ہیں (۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ان سے ۲۲۸۶/روایات منقول ہیں (۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ان سے ۲۲۱۰/روایات منقول ہیں (۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ: ان سے ۱۶۶۰/روایات منقول ہیں (۶) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ: ان سے ۱۵۴۰/روایات منقول ہیں۔

ضروری دینی عقیدے

عقیدہ سے مراد

دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

اللہ اور اس کی صفات سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): اللہ ایک ہے اور یکتا ہے، اللہ بے نیاز ہے وہ کسی کا محتاج نہیں، اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا، اور کوئی اس کے برابر نہیں۔

عقیدہ (۲): اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ ہر چیز کو جانتا ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے، وہ سب کچھ دیکھتا ہے، سنتا ہے، کلام فرماتا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ہر چیز کو وہی وجود دینے والا ہے۔

عقیدہ (۳): اللہ تعالیٰ ہی نے آسمان، چاند، سورج، ستارے، زمین، دریا، پہاڑ، درخت، جانور، جنات، انسان اور فرشتے غرض تمام چیزوں کو پیدا کیا، پہلے کچھ نہ تھا، اسی کے پیدا کرنے سے تمام دنیا موجود ہوئی، وہی سب کا پالنے والا اور سب کا مالک ہے، وہی سب کو سنبھالے ہوئے ہے۔

عقیدہ (۴): اللہ تعالیٰ ہی عبادت اور پوجنے کے لائق ہے، اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، عزت والا ہے، بڑائی والا ہے، قوت وطاقت والا ہے، حکمت والا ہے، ہدایت دینے والا ہے، نیکیوں کی قدر کرنے والا ہے، انعام دینے والا ہے، سزا دینے والا ہے اور انصاف والا ہے۔

عقیدہ (۵): اللہ تعالیٰ ہی گناہوں کو بخشنے والا ہے، توبہ قبول کرنے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کردے، جس کی چاہے بڑھادے، جس کو چاہے عزت دے، جس کو چاہے ذلت دے، دعا کا قبول کرنے والا ہے، سب کا کام بنانے والا ہے، سب آفتوں سے بچانے والا ہے، زندگی اور موت دینے والا ہے۔

عقیدہ (۶): اللہ تعالیٰ کو کبھی موت نہ آئے گی، آسمان اور زمین میں کوئی ذرّہ اس کے علم سے چھپا ہوا نہیں، کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے، وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، نہ اس کی کوئی ابتداء ہے نہ انتہاء ہے، اس میں کوئی عیب اور برائی کی صفت نہیں ہے۔

عقیدہ (۷): اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ کوئی اس کے سوا پوجنے کے قابل نہیں، اس کا ساجھی نہیں، کوئی اس کے برابر اور مقابل کا نہیں، کوئی اس کا مددگار نہیں، نہ اس کا باپ ہے نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بیوی، وہ اِن تمام رشتوں سے پاک ہے، اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، نہ وہ بھولتا ہے اور نہ غلطی کرتا ہے، وہ ظلم اور زیادتی نہیں کرتا اور وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

عقیدہ (۸): اللہ تعالیٰ کو جتنی باتوں اور جتنی چیزوں کا علم ہے، ان کو کوئی بھی اپنے گھیرے میں نہیں لے سکتا ہے، اور وہ سب چیزوں کو اپنے گھیرے میں لئے ہوئے ہے، اور وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کو تمام احکامِ دینیہ اور جس قدر علم چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے۔

عقیدہ (۹): اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے کوئی اس سے پوچھ گچھ کرنے والا نہیں، نہ ہی کوئی اس کے فیصلہ کو رد کرنے والا ہے اور وہ سب سے باز پرس کرنے والا ہے۔

فرشتوں سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپادیا ہے، ان کو "ملائکہ" اور "فرشتے" کہتے ہیں، وہ نہ مرد ہیں نہ عورت۔

عقیدہ (۲): فرشتوں کے سپرد بہت سے کام ہیں، وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، جن کاموں پر اللہ تعالیٰ نے انہیں لگادیا ہے وہ انہیں میں لگے رہتے ہیں۔

عقیدہ (۳): فرشتے اللہ کی بندگی سے نہ عار کرتے ہیں نہ سرکشی، وہ ہر وقت اس کی یاد اور تسبیح میں لگے رہتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔

عقیدہ (۴): فرشتے بہت ہیں، ان کی گنتی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، ان میں چار فرشتے بہت مقرب اور مشہور ہیں: (۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام (۲) حضرت میکائیل علیہ السلام (۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام (۴) حضرت عزرائیل علیہ السلام۔

ان کے علاوہ ہر وقت انسان کے ساتھ رہنے والے اور اعمال لکھنے والے فرشتے ''کراماً کاتبین'' کہلاتے ہیں، اور قبر میں سوال کرنے والے فرشتے ''منکر نکیر'' کہلاتے ہیں۔

عقیدہ (۵): حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی کتابیں، احکام و پیغام نبیوں اور رسولوں کے پاس لاتے تھے۔ حضرت میکائیل علیہ السلام بارش کا انتظام اور مخلوق کو روزی پہنچانے کے کام پر مقرر ہیں،۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ذمہ قیامت کے دن صور پھونکنے کا کام ہے۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام مخلوق کی جان نکالنے پر مقرر ہیں۔

آسمانی کتابوں سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے پیغمبروں پر نازل فرمائیں؛ تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں، ان میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہے:

(۱) توریت: حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔

(۲) زبور: حضرت داوٗد علیہ السلام کو ملی۔

(۳) انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملی۔

(۴) قرآنِ مجید: ہمارے پیغمبر سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ملا۔

عقیدہ (۲): اللہ تعالیٰ کی سب کتابوں پر ہم ایمان لاتے ہیں کہ ان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اتارا وہ سب سچ اور حق ہے، اپنے اپنے زمانہ میں ان کے احکام پر عمل کرنا ضروری رہا ہے، اور اسی میں بندوں کی نجات رہی، مگر اب قیامت تک سب کی نجات صرف قرآنِ کریم ہی پر عمل کرنے میں ہے۔

قرآنِ مجید سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب کتابوں سے افضل ہے، اور آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نازل نہیں ہوگی، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمام پہلی آسمانی کتابوں کو منسوخ کر دیا ہے، اب اور کسی کتاب پر عمل کرنا جائز نہیں ہے۔

عقیدہ (۲): قرآنِ مجید کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے، قیامت تک اس کو کوئی بدل نہیں سکتا، اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی نہ ہوئی ہے نہ ہوسکتی ہے، وہ مکمل اپنی اصل شکل میں پوری طرح محفوظ اور موجود ہے۔

عقیدہ (۳): قرآنِ مجید میں جن چیزوں کے ہونے یا پائے جانے کی خبر دی گئی ہے، ان سب کو صحیح اور سچا ماننا ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنا یا شک کرنا کفر ہے۔

پیغمبروں سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): اللہ تعالیٰ نے بندوں کو صحیح اور سیدھا راستہ بتلانے اور ان تک اپنے احکام پہنچانے کے لئے جن انسانوں کو چنا اور مقرر کیا ہے، ان کو ''نبی'' اور ''رسول'' کہتے ہیں۔

عقیدہ (۲): نبی اور رسول میں آدمی کو اپنی عبادت و ذہانت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں

ہوتا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں یہ مرتبہ دیتے ہیں۔

عقیدہ (۳): پیغمبر کفر وشرک، جھوٹ، تمام گناہوں، برے کاموں اور بری عادتوں سے پاک ہوتے ہیں، ان سے جان بوجھ کر یا بھول سے کوئی بڑا یا چھوٹا گناہ نہیں ہوتا۔

عقیدہ (۴): پیغمبر تمام انسانوں میں سب سے اچھے اخلاق اور عادات والے ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے احکام بندوں تک پورے پورے پہنچاتے ہیں، کسی بات کو چھپاتے نہیں، نہ ہی اس میں اپنی طرف سے کمی زیادتی کرتے ہیں۔

عقیدہ (۵): پیغمبروں کی سچائی بتلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے ایسی نئی نئی مشکل مشکل خلافِ عادت باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے؛ تاکہ اس سے لوگوں کو ان کے سچے ہونے اور اللہ کے بھیجے ہوئے ہونے کا یقین ہو جائے، ایسی باتوں کو ”معجزہ“ کہتے ہیں۔

عقیدہ (۶): نبیوں اور رسولوں کی پوری گنتی ٹھیک ٹھیک اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، ہم اس کے بھیجے ہوئے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان لاتے ہیں، جن کے نام ہم کو بتلائے گئے ہیں، ان پر بھی اور جن کے نام ہمیں معلوم نہیں ان پر بھی۔

عقیدہ (۷): سب سے پہلے پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام ہیں، اور سب سے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): پیغمبروں میں بعض کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، تمام نبیوں اور رسولوں میں سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، آپ اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے، اور آپ کے اخلاق نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخلوق میں سب سے زیادہ مرتبہ، بزرگی اور علم دیا ہے۔

عقیدہ (۲): اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت سی گزری ہوئی اور آئندہ ہونے والی

باتوں کی خبر دی، ان میں جو باتیں آپ نے اپنی امت کو بتلائیں، ان کو سچا ماننا اور یقین کرنا ضروری ہے۔

عقیدہ (۳): نبیوں اور رسولوں کا سلسلہ ہمارے پیغمبر ﷺ پر ختم ہوگیا اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آسکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے، آپ سب کے پیغمبر ہیں، آپ کے ''خاتم النبیین'' ہونے کا یہی مطلب ہے۔

عقیدہ (۴): ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کے بعد جو شخص کسی قسم کے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، اور جو اس کو سچا مانے وہ بھی ایمان سے خارج ہے۔

عقیدہ (۵): پیغمبر ﷺ سے سب سے زیادہ محبت کرنا اور سب سے زیادہ عزت، عظمت اور اطاعت کرنا ہر ہر امتی کے لئے لازم اور ضروری ہے، کسی قسم کی گستاخی اور بے ادبی کرنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ (۶): ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ معظّمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتویں آسمان پر اور پھر وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر واپس مکہ معظّمہ پہنچادیا، اس کو ''معراج'' کہتے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): ہمارے پیغمبر ﷺ کو جس نے ایمان کی حالت میں دیکھا یا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان ہی پر اس کی وفات ہوئی، اس کو ''صحابی'' کہتے ہیں۔

عقیدہ (۲): ہمارے پیغمبر ﷺ کی صحبت بہت بڑی چیز ہے، پوری امت میں صحابۂ کرام کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، تھوڑی دیر کے لئے بھی جس کو آپ کی صحبت حاصل ہوگئی، بعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی ان کے برابر نہیں ہوسکتا۔

عقیدہ (۳): صحابہ رضی اللہ عنہم میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، ان میں سب سے بڑھ

کر چار صحابی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو نبیوں کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل ہیں، ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد امت میں سب سے افضل حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

عقیدہ (۴): ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات آپ فرماتے تھے، انہیں قائم رکھنے میں جو آپ کی جگہ بیٹھے، اسے ''خلیفہ'' کہتے ہیں، اس کا یہ کام نہیں کہ وہ دین میں نئے احکام دے، نہ اس کو کسی چیز کے حلال اور حرام کرنے کا اختیار رہے۔

عقیدہ (۵): خلیفۂ رسول پیغمبر کی طرح معصوم نہیں ہوتا، اس کی اطاعت اسی وقت تک ہے جب تک کہ اس کا کام اللہ اور رسول کے خلاف نہ ہو، بالفرض اگر کوئی خلیفہ بھولے سے یا جان بوجھ کر شریعت کے خلاف کوئی حکم دے، تو اس کی اطاعت نہ کی جائے گی۔

عقیدہ (۶): صحابہ رضی اللہ عنہم کی قرآن وحدیث میں بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں، ان کی محبت اور عظمت ہونا، ان کے عادل، دیانت دار، دین دار ہونے کا اعتقاد رکھنا، ان کی اطاعت کرنا، ان سے محبت کرنے والوں سے محبت رکھنا اور بغض رکھنے والوں سے بغض رکھنا ہر مسلمان کے لئے لازم اور ضروری ہے۔

ائمۂ مجتہدین اور اولیاء کرام سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): کوئی مسلمان اللہ کا کیسا ہی پیارا ہو جائے، مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، اور جب تک ہوش وحواس درست ہیں، شریعت کا پابند رہنا فرض ہے، نماز وروزہ اور کوئی عبادت اس سے معاف نہیں ہوتی، جو گناہ کی باتیں ہیں اس کے لئے درست نہیں ہو جاتیں۔

عقیدہ (۲): ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائے اس کو روزی دینے، اولاد دینے اور بلائیں دور کرنے جیسے خدائی کاموں کا اختیار نہیں رہتا، وہ بھی عام انسانوں کی طرح اللہ کا بندہ

اور محتاج ہے اور اس کے حکم کا پابند ہے۔

قیامت سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے اچھے اور برے اعمال کی جانچ اور پورا پورا بدلہ دینے، نیکوں کو ان کی نیکی پر انعام اور بروں کو ان کی برائی پر سزا کے لئے جس دن کو مقرر کیا ہے وہ ''یومِ آخرت'' ہے، اور اسی کو ''قیامت کا دن'' کہتے ہیں۔

عقیدہ (۲): قیامت کا آنا یقینی ہے، ہر نبی نے اپنی اپنی امت کو اس کی خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے، اس کا وقت متعین ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہی مقررہ وقت پر اس کو ظاہر کرے گا جو نہ کسی فرشتہ کو معلوم ہے نہ کسی نبی کو۔

عقیدہ (۳): ہمارے پیغمبر ﷺ نے کچھ نشانیاں بتلادی ہیں، جو قیامت سے پہلے ضرور ہونے والی ہیں، مثلاً: امام مہدی ظاہر ہوں گے، اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو مارنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی کو بھی اس کے قتل پر قدرت نہ ہوگی۔

عقیدہ (۴): جب قیامت کی ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی، تو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے، جس سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائیں گی، اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہوگا وہ اپنے حال پر رہیں گے، اسی کیفیت پر ایک مدت گذر جائے گی، یہ حال پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد ہوگا۔

عقیدہ (۵): اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوگا کہ تمام عالم دوبارہ پیدا ہو جائے، تو دوسری مرتبہ پھر صور پھونکا جائے گا، اس سے پھر تمام عالم پیدا ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے،

قیامت کے میدان میں سب جمع ہوں گے۔

عقیدہ(٦): میدانِ محشر کی پریشانیوں اور تکلیفوں سے گھبرا کر سب لوگ پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے، کوئی بھی شفاعت کو تیار نہ ہوگا، آخر میں ہمارے پیغمبر ﷺ سفارش کریں گے؛ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے درمیان فیصلہ فرمادے، یہی ''شفاعتِ عظمیٰ'' ہے، جو آپ ہی کے لئے ہے۔

عقیدہ(٧): ترازو قائم کی جائے گی، سب اچھے برے اعمال تولے جائیں گے، ان کا حساب ہوگا، میزان یعنی ترازو اور وزنِ اعمال یقینی ہے، اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں، نیکوں کے نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بروں کے نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں دئے جائیں گے۔

عقیدہ(٨): اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمارے پیغمبر ﷺ کو ''حوضِ کوثر'' دیں گے، جس سے آپؐ اپنی امت کو شربت پلائیں گے، جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، جو ایک مرتبہ پیئے گا تو پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔

عقیدہ(٩): اللہ تعالیٰ جہنم کے اوپر ایک پل قائم کریں گے جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، تمام لوگوں کو اس پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے گذر کر جنت میں پہنچ جائیں گے، ایمان اور نیکیوں کے اعتبار سے گذرنے کی کیفیت الگ الگ ہوگی، اور جو برے ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ(١٠): اللہ تعالیٰ کی اجازت سے پیغمبر، ولی اور فرشتے ایمان والوں کے حق میں سفارش کریں گے، جس سے بعضوں کے درجے بلند ہوں گے اور بعضے بغیر حساب جنت میں جائیں گے، اور بعضے دوزخ سے نکل کر جنت میں جائیں گے، اور بعضوں کے لئے عذاب ہلکا ہوجائے گا۔

عقیدہ (١١): دوزخ پیدا ہوچکی ہے، جو کہ کافروں اور مشرکوں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے، وہ

اس میں ہمیشہ رہیں گے، اور ان کو اس میں موت نہ آئے گی، اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کی سزائیں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا گھر ہے۔

عقیدہ (۱۲): جن لوگوں کے نام لے کر اللہ اور رسول نے ان کا جہنمی ہونا بتلایا ہے، ان کا جہنمی ہونا یقینی ہے، ہم ان سب کو جہنمی مانتے ہیں۔

عقیدہ (۱۳): دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا، وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر اللہ کے فضل سے یا سفارش کرنے والوں کی سفارش سے جنت میں جائیں گے، خواہ کتنے ہی بڑے گنہ گار ہوں۔

عقیدہ (۱۴): جنت بھی پیدا ہو چکی ہے، جو ایمان والوں ہی کے لئے تیار کی گئی ہے، اس میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں، جنتیوں کو کسی چیز کا ڈر اور غم نہ ہوگا، وہ اس میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے، نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے، یہ اللہ کی رحمت اور انعام کا گھر ہے۔

عقیدہ (۱۵): جن لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول نے ان کا جنتی ہونا بتلا دیا ہے، ان کا جنتی ہونا یقینی ہے، ہم ان کو جنتی مانتے ہیں، ان کے سوا کسی اور کے جنتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے؛ البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اللہ کی رحمت سے امید رکھنی چاہئے۔

عقیدہ (۱۶): جنتیوں کو جنت میں وہ سب کچھ ملے گا جس کی ان کو خواہش ہوگی، وہاں کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، جو جنتیوں کو نصیب ہوگا، اس کے سامنے تمام نعمتیں بیکار معلوم ہوں گی۔

عالم برزخ (قبر) سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): جب آدمی مرجاتا ہے، اگر گاڑا جائے تو گاڑے جانے کے بعد، اور اگر گاڑا نہ جائے تو جس حال میں ہو، اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جن میں سے ایک کو ''منکر''

اور دوسرے کو ''نکیر'' کہتے ہیں۔

عقیدہ (۲): منکر نکیر آ کر تین باتیں پوچھتے ہیں: (۱) تیرا پروردگار کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) حضرت محمد ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ اگر مردہ ایمان والا ہو، تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے، پھر اس کے لئے سب طرح کی چین ہے، اور اگر ایمان والا نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے: ''ہائے ہائے میں کچھ نہیں جانتا''، پھر اس پر بڑی سختی اور طرح طرح کا عذاب ہوتا ہے۔

عقیدہ (۳): قبر کا سوال و جواب بالکل برحق ہے، مگر بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے، اللہ اور رسول نے اس کی خبر دی ہے، اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عقیدہ (۴): آدمی عمر بھر جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو جائے، تو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے؛ البتہ جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں، تو اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے نہ ایمان۔

عقیدہ (۵): عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو، مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا و سزا ہوتی ہے۔

عقیدہ (۶): ایمان کے ساتھ مرنے والے کے لئے دعا اور نیکی اور کچھ خیرات کر کے اس کا ثواب بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے، اس کو ''ایصالِ ثواب'' کہتے ہیں، اِس سے اُس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

تقدیر سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): عالم میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے، اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے، اِسی کا نام ''تقدیر'' ہے، اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

عقیدہ (۲): یہ یقین رکھے کہ جس چیز کا ہونا اللہ نے لکھ دیا ہے کوئی اس کو روکنے والا نہیں، اور جس کا نہ ہونا لکھ دیا ہے کوئی اس کو دینے والا نہیں، اور جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔

عقیدہ (۳): بری باتوں کے ذریعہ بندہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، اور ان کے پیدا کرنے میں بہت سی مصلحتیں اور بھید ہیں، جن کو صرف اللہ جانتا ہے ہر کوئی نہیں جانتا؛ اس لئے ان کے پیچھے نہ پڑے۔

عقیدہ (۴): تقدیر کا مسئلہ اگر سمجھ میں نہ آئے تو کھود کرید نہ کرے؛ بلکہ اپنے آپ کو اس پر مطمئن کرلے کہ اللہ اور رسول نے اس کو بتلایا ہے اور کھود کرید سے روکا ہے؛ لہٰذا ہم اس کو سچا مانتے اور ایمان لاتے ہیں۔

عقیدہ (۵): جب ہر کام اللہ تعالیٰ کے لکھنے کے موافق ہی ہوتا ہے، تو اسی پر بھروسہ کرکے ضروری تدبیر کو چھوڑنا غلطی ہے، اور تدبیر ہی کو سب کچھ سمجھ کر تقدیر کا انکار کرنا بددینی ہے۔

عقیدہ (۶): اللہ تعالیٰ کم ہمتی کو پسند نہیں کرتا، ہر کام کے لئے اس کے ضروری اسباب اختیار کرے اور پوری کوشش کرنی چاہیئے، پھر جب کوئی کام نہ ہو پائے، تب اسے تقدیر کے حوالہ کرکے مطمئن ہوجائے۔

عقیدہ (۷): اپنی پسند کے خلاف کوئی بات پیش آئے، تو اس سے پریشان نہ ہو، یوں سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے یہی مقدر فرمایا ہے، وہ ہمارا مالک ہے، ہم کو اس پر راضی رہنا واجب ہے، تقدیر پر ایمان کا یہی تقاضہ ہے۔

اہل السنۃ والجماعۃ سے متعلق عقیدے

عقیدہ (۱): مسلمانوں کی جو جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طریقے پر ہو وہی حق پر ہے، اور نجات پانے والی ہے، اسی کو اہل السنۃ والجماعۃ کہا جاتا ہے۔

عــــقيــده (۲): قرآن، سنت اور اجماع امت سے ہٹ کر جو نظریات وخیالات پائے جاتے ہیں وہ سب غلط اور نا قابل قبول ہیں۔

(ان عقائد کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اسلامی عقائد ۹-۴۰، مؤلفہ: حضرت مولانا افضال الرحمٰن صاحب، اور العقیدۃ الطحاویۃ، اور شرح العقیدۃ الطحاویۃ لابن ابی العز الدمشقی)

اول کلمہ طیب: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

دوم کلمہ شہادت: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

سوم کلمہ تمجید: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ: پاک ہے اللہ اور تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور اللہ بہت بڑا ہے اور گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے، جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

چہارم کلمہ توحید: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ اَبَداً اَبَداً، ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی

کی بادشاہی ہے، اور اسی کے لئے تمام تعریف ہے، وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہے، جو مرے گا نہیں، عظمت اور بزرگی والا ہے، بہتری اسی کے ہاتھ میں ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پنجم کلمہ اِستغفار: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَداً اَوْ خَطَاً سِرًّا اَوْ عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے، ہر گناہ سے جو میں نے کیا جان بوجھ کر یا بھول کر، در پردہ یا کھلم کھلا، اور میں توبہ کرتا ہوں اس کے حضور میں اس گناہ سے جو مجھے معلوم ہے اور جو مجھے معلوم نہیں، بلاشبہ تو ہی غیب کی باتوں کو جاننے والا اور عیبوں کو چھپانے والا ہے، اور گناہوں کا بخشنے والا ہے، برائی سے بچنے کی طاقت اور نیک کام کرنے کی قوت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو عالی شان اور عظمت والا ہے۔

ششم کلمہ رَدِّ کُفر: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَنْ اُشْرِکَ بِکَ شَیْئاً وَّاَنَا اَعْلَمُ بِہٖ وَاَسْتَغْفِرُکَ لِمَا لَآ اَعْلَمُ بِہٖ تُبْتُ عَنْہُ وَتَبَرَّأْتُ مِنَ الْکُفْرِ وَالشِّرْکِ وَالْکِذْبِ وَالْغِیْبَۃِ وَالْبِدْعَۃِ وَالنَّمِیْمَۃِ وَالْفَوَاحِشِ وَالْبُھْتَانِ وَالْمَعَاصِیْ کُلِّھَا اَسْلَمْتُ وَاَقُوْلُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (ﷺ)۔

ترجمہ: الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی چیز کو تیرا شریک بناؤں اور مجھے اس کا علم ہو اور میں معافی مانگتا ہوں تجھ سے اس (گناہ) سے جس کا مجھے

علم نہیں، میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائی کے کاموں سے اور تہمت لگانے سے اور (باقی) ہر قسم کی نافرمانیوں سے، اور میں ایمان لایا، اور میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

ایمانِ مجمل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ۔

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور اپنی صفتوں کے ساتھ ہے، اور میں نے اس کے سارے حکموں کو قبول کیا، زبان سے اقرار ہے اور دل سے یقین ہے۔

ایمانِ مفصل

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: میں ایمان لایا اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر، اور اچھی بری تقدیر پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر۔

سورۂ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ. اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ. صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ، غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ. آمین.

ترجمہ : سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، مہربان ہے رحم والا ہے، قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ ان لوگوں کا (راستہ) جو تیرے غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔ الٰہی قبول فرما۔

التحیات

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ترجمہ : تمام زبان کی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں، اور بدنی عبادتیں اور مالی عبادتیں بھی، سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد اس کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ : الٰہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمت بھیج، جس طرح تو نے رحمت بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر، بے شک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

الٰہی برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی اولاد کو، جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو، بے شک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

دعاء ماثورہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً کَثِیْراً وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

ترجمہ : اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت بہت ظلم کیا ہے، اور سوائے تیرے کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

اللہ کے مقدس نام

احادیث میں اللہ عزوجل کے ۹۹/نام مذکور ہیں، اور یہ بتایا گیا ہے کہ جو شخص ان مبارک ناموں کو یاد کرلے گا تو وہ جنتی ہوگا، اللہ کا ذاتی نام ''اللہ'' ہے، اور باقی تمام نام صفاتی ہیں، ان ناموں کو زبانی یاد کرنا بہتر ہے؛ لیکن اگر زبانی یاد نہ ہوں تو دیکھ کر پڑھ لینا بھی فضیلت کا عمل ہے۔ وہ نام یہ ہیں:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

وہی اللہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں

الرَّحْمٰنُ نہایت مہربان	الرَّحِيْمُ نہایت رحم کرنیوالا	الْمَلِكُ بادشاہ	الْقُدُّوْسُ نہایت پاک	السَّلَامُ سلامتی والا	الْمُؤْمِنُ امن دینے والا
الْمُهَيْمِنُ نگہبان	الْعَزِيْزُ غالب	الْجَبَّارُ زبردست	الْمُتَكَبِّرُ بڑائی والا	الْخَالِقُ پیدا کرنیوالا	الْبَارِئُ بنانے والا
الْمُصَوِّرُ صورت بنانے والا	الْغَفَّارُ بڑا بخشنے والا	الْقَهَّارُ غلبہ والا	الْوَهَّابُ بڑا دینے والا	الرَّزَّاقُ روزی دینے والا	الْفَتَّاحُ کھولنے والا
الْعَلِيْمُ جاننے والا	الْقَابِضُ تنگ کرنے والا	الْبَاسِطُ کھولنے والا	الْخَافِضُ پست کرنے والا	الرَّافِعُ بلند کرنے والا	الْمُعِزُّ عزت دینے والا
الْمُذِلُّ ذلت دینے والا	السَّمِيْعُ سننے والا	الْبَصِيْرُ دیکھنے والا	الْحَكَمُ فیصلہ کرنے والا	الْعَدْلُ منصف	اللَّطِيْفُ باریک داں
الْخَبِيْرُ خبردار	الْحَلِيْمُ بردبار	الْعَظِيْمُ عظمت والا	الْغَفُوْرُ بخشنے والا	الشَّكُوْرُ بڑا قدرداں	الْعَلِيُّ بلند

الْکَبِیْرُ بڑا	الْحَفِیْظُ حفاظت کرنیوالا	الْمُقِیْتُ حصہ بانٹ کردینے والا	الْحَسِیْبُ کافی	الْجَلِیْلُ بڑی شان والا	الْکَرِیْمُ بڑا سخی
الرَّقِیْبُ نگہبان	الْمُجِیْبُ قبول کرنے والا	الْوَاسِعُ وسعت والا	الْحَکِیْمُ حکمت والا	الْوَدُوْدُ محبت کرنے والا	الْمَجِیْدُ بزرگ
الْبَاعِثُ دوبارہ زندہ کرکے اٹھانے والا	الشَّهِیْدُ حاضر	الْحَقُّ سچا	الْوَکِیْلُ کارساز	الْقَوِیُّ قوت والا	الْمَتِیْنُ مضبوط
الْوَلِیُّ حمایت کرنیوالا	الْحَمِیْدُ خوبیوں والا	الْمُحْصِیْ شمار کرنیوالا	الْمُبْدِئُ ابتداء کرنیوالا	الْمُعِیْدُ لوٹانے والا	الْمُحْیِّ زندہ کرنیوالا
الْمُمِیْتُ مارنے والا	الْحَیُّ زندہ	الْقَیُّوْمُ تھامنے والا	الْوَاجِدُ پانے والا	الْمَاجِدُ بزرگی والا	الْوَاحِدُ ایک
الْاَحَدُ اکیلا	الصَّمَدُ بے نیاز	الْقَادِرُ قدرت والا	الْمُقْتَدِرُ بڑی قدرت والا	الْمُقَدِّمُ آگے کرنے والا	الْمُؤَخِّرُ پیچھے کرنے والا
الْاَوَّلُ سب سے پہلا	الْاٰخِرُ سب سے آخر	الظَّاهِرُ کھلا ہوا	الْبَاطِنُ پوشیدہ	الْوَالِیُ ہر چیز کا ذمہ دار	الْمُتَعَالِیُ مخلوق کی صفات سے برتر
الْبَرُّ اچھا سلوک کرنیوالا	التَّوَّابُ توبہ قبول کرنیوالا	الْمُنْتَقِمُ بدلہ لینے والا	الْعَفُوُّ معاف کرنیوالا	الرَّؤُفُ نرمی کرنے والا	مَالِکُ الْمُلْکِ سارے جہاں کا مالک
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بزرگی اور بخشش والا	اَلْمُقْسِطُ انصاف کرنیوالا	الْجَامِعُ جمع کرنے والا	الْغَنِیُّ بے نیاز	الْمُغْنِیُ بے نیاز کرنیوالا	الْمَانِعُ روکنے والا
الضَّارُّ نقصان پہنچانے والا	النَّافِعُ نفع پہنچانے والا	النُّوْرُ نہایت روشن	الْهَادِیُ ہدایت دینے والا	الْبَدِیْعُ نئی ایجاد کرنیوالا	الْبَاقِیُ ہمیشہ رہنے والا

الْوَارِثُ سب کا وارث	الرَّشِیْدُ نیک راہ بتانے والا	الصَّبُوْرُ صبر کرنے والا

سیرتِ نبویہ

خاندان ونسب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ''محمد'' اور ''احمد'' ہے، آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں، آپ عرب کے خاندانِ قریش کی سب سے باعزت شاخ ''بنی ہاشم'' سے تعلق رکھتے ہیں، آپ کے نسب کا پہلا حصہ اس طرح ہے:

محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی جناب عبداللہ ہیں، جو جناب عبدالمطلب کے صاحب زادے تھے، ان کی وفات آپ کی پیدائش سے ۵/ماہ قبل ہوگئی تھی، آپ کی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب ہیں، آپ کی عمر ۶/سال تھی کہ والدہ کا انتقال ہوگیا، آپ کے دادا جناب عبدالمطلب ہیں، آپ کی عمر ۸/سال تھی کہ دادا کی وفات ہوگئی، آپ کے چچا جناب ابوطالب ہیں، آپ کی عمر ۵۰/سال تھی کہ چچا اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔

ولادت اور اسم گرامی

آپ کی پیدائش مکۃ المکرّمہ میں عام الفیل میں (ہاتھیوں کے سال یعنی جس سال ابرہہ ہاتھیوں کے لشکر کے ساتھ خانۂ کعبہ کو ڈھانے آیا تھا اور ناکام ہوا تھا، اس واقعہ کے

۵۵؍دن بعد) بتاریخ ۹؍یا ۱۲؍ربیع الاول مطابق ۲۰؍اپریل ۵۷۱ء بروز دوشنبہ بوقت صبح صادق آپ کے چچا جناب ابوطالب کے مکان میں ہوئی۔ (یہ مکان مکہ میں صفا پہاڑی کے قریب تھا)

آپ کی ولادت باسعادت کے وقت پورا مکان نور سے بھر گیا تھا، آسمان کے ستارے مکان پر جھک پڑے تھے، ایوانِ کسریٰ کے ۱۴؍کنگورے گر پڑے، دریائے ساوا خشک ہوگیا اور فارس کا آتش کدہ بجھ گیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش کے وقت انتہائی صاف ستھرے اور پاکیزہ تھے، بدن پر کسی قسم کی آلائش نہ تھی، آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کا نام ''محمد'' اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے آپ کا نام ''احمد'' رکھا، آپ کے یہ دو نام بہت مشہور ہیں۔ آپ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے، مکہ والے آپ کو ''الصادق'' اور ''الامین'' کے لقب سے پکارتے تھے۔

پرورش

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد کچھ دن تو آپ کی والدہ حضرت آمنہ نے دودھ پلایا، پھر آپ کے چچا ابولہب کی آزاد کردہ باندی ثوبیہ نے چند دن دودھ پلایا اور پھر قبیلۂ بنوسعد کی معزز خاتون حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مستقل پرورش کے لئے آپ کو اپنے ہاں لے آئیں اور دودھ پلایا، آپ ان کے پاس ۴؍سال رہے، اسی دوران بکریاں چراتے ہوئے آپ کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ دو فرشتے آئے اور آپ کو لٹا کر آپ کا قلب مبارک نکال کر زمزم کے پانی سے دھویا، جسے ''شق صدر'' کہتے ہیں، یہ واقعہ آپ کے ساتھ پوری زندگی میں چار بار پیش آیا۔

حضرت حلیمہ کے گھر سے واپسی کے بعد آپ اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی آغوشِ تربیت میں رہے، یہاں تک کہ آپ کی عمر ۶؍سال ہوئی تو ''مقام ابواء'' میں آپ کی والدہ کا

انتقال ہوگیا۔ پھر آپ کی پرورش ۸؍سال کی عمر تک آپ کے دادا جناب عبدالمطلب نے کی، پھر یہ سعادت آپ کے چچا جناب ابوطالب کے حصے میں آئی، یہاں تک کہ آپ کی عمر ۲۵؍سال ہوئی تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا۔

آپ کے چچا اور پھوپھیاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ چچا شمار کیے گئے ہیں: (۱) حضرت حمزہ (۲) حضرت عباس (۳) الحارث (۴) ابوطالب (۵) ابولہب (۶) الزبیر (۷) عبدالکعبہ (۸) ضرار (۹) قثم (۱۰) المقوم (۱۱) الغیرۃ (حجل) (۱۲) القیدان (۱۳) القوام۔

پھوپھیاں چھ ہیں: (۱) صفیہ (۲) عاتکہ (۳) برہ (۴) اروی (۵) امیمہ (۶) ام حکیم البیضاء۔ ان میں حضرت حمزہ، حضرت عباس، حضرت صفیہ، حضرت عاتکہ اور حضرت اروی نے اسلام قبول کیا ہے۔

خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکلوتے تھے، آپ کے کوئی بھائی بہن نہ تھے۔

آپ کی بیویاں

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں امہات المؤمنین (تمام اہل ایمان کی مائیں) ہیں، ان کی تعداد گیارہ ہے:

(۱) حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ۲۵؍سال کی عمر میں آپ کا ان سے نکاح ہوا، اس وقت حضرت خدیجہ کی عمر ۴۰؍سال تھی، ان کے بطن سے آپ کی چار صاحبزادیاں (حضرت زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ) اور دو صاحب زادے (حضرت قاسم وعبداللہ) پیدا ہوئے، وہ ۲۵؍سال آپ کے نکاح میں رہیں، ۶۵؍سال کی عمر میں ہجرت سے تین سال قبل مکہ میں ان کی وفات ہوئی، ان کے علاوہ کسی اور بیوی کے بطن سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

(۲) حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں آپ نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا، حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد ہجرت سے تین سال قبل آپ نے حضرت سودہ سے نکاح فرمایا، ۲۳ھ میں حضرت عمر کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۳) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: نبوت کے دسویں سال مکہ مکرمہ میں آپ نے ان سے نکاح فرمایا، اس وقت ان کی عمر ۶/سال تھی، ہجرت کے آٹھ ماہ بعد ۱ھ میں رخصتی ہوئی، اس وقت ان کی عمر ۹/سال تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں یہ واحد خاتون ہیں جو غیر شادی شدہ کنواری تھیں، باقی تمام بیویاں بیوہ یا مطلقہ تھیں، یہ ۹/سال آپ کی زوجیت میں رہیں، آپ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸/سال تھی، ۵۷ھ میں ۶۶/سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ۳ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ان کے سابق شوہر کی وفات کے بعد نکاح کیا، ساٹھ سال کی عمر میں ۴۵ھ میں ان کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

(۵) حضرت زینب بنت خزیمہ (ام المساکین): ۳ھ میں آپ نے ان سے ۵۰۰/درہم مہر پر نکاح کیا، نکاح کو دو یا تین ماہ گذرے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا، اس وقت ان کی عمر ۳۰/سال تھی، آپ نے خود ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(۶) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: شوال ۴ھ میں آپ نے ان سے نکاح کیا، ۸۴/سال کی عمر میں، ۵۸ھ میں ان کی وفات ہوئی، ازواجِ مطہرات میں سب سے آخر میں وفات پانے والی خاتون یہی ہیں۔

(۷) حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا: یہ آپ کی پھوپھی زاد بہن تھیں، آپ کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں، ۴ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان سے

نکاح ہوا، ان کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ ان کا نکاح آپ سے آسمانوں پر ہوا، نکاح وقت ان کی عمر ۳۵/سال تھی، ۲۰ھ میں ان کا انتقال مدینہ منورہ میں ہوا۔

(۸) حضرت جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا: یہ قبیلہ بنوالمصطلق کے سردار کی بیٹی ہیں، ۵ھ میں آپ نے ان سے نکاح فرمایا، ۶۵/سال کی عمر میں ۵۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۹) حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا نکاح حبشہ میں ہوا، نجاشی بادشاہ نے یہ نکاح کیا، ۴۰۰/دینار مہر بھی بادشاہ نے اپنی طرف سے دیا، ۴۷/سال کی عمر میں ۴۴ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۱۰) حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا: قبیلہ بنوالنضیر کے سردار کی بیٹی ہیں، غزوۂ خیبر ۶ھ میں قیدی بن کر آئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے نکاح فرمایا، رمضان ۵۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۱) حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا: ذی قعدہ ۷ھ میں مقام سرف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا، اسی مقام پر ۵۱ھ میں ان کی وفات بھی ہوئی، یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیوی تھیں، ان کے بعد آپ نے کسی اور خاتون سے نکاح نہیں فرمایا۔

اولاد

صاحب زادے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے تھے: (۱) حضرت قاسم: جو بچپن ہی میں انتقال فرما گئے (۲) حضرت عبداللہ (جن کا لقب طیب بھی تھا اور طاہر بھی) شیر خوارگی کی حالت میں مکہ میں انتقال فرما گئے، یہ دونوں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے (۳) حضرت ابراہیم: یہ بھی بچپن میں ۸ھ میں مدینہ میں وفات پا گئے۔

صاحب زادیاں : (۱) حضرت زینب: ان کا نکاح حضرت ابوالعاص سے ہوا (۲) حضرت رقیہ: ان کا نکاح حضرت عثمان غنی سے ہوا (۳) حضرت ام کلثوم: حضرت رقیہ کی وفات کے بعد ان کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا (۴) حضرت فاطمہ: ان کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔

یہ چاروں صاحب زادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۶/ ماہ بعد ہوئی، باقی تمام اولاد کی وفات آپ کی حیات ہی میں ہوگئی۔

نبوت ورسالت اور دعوت

۴۰/سال کی عمر میں ماہِ ربیع الاول میں بروز دوشنبہ مکۃ المکرّمہ کے غار حراء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا کی گئی، ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے قافلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری اور سب سے افضل نبی ہیں، قرآن کے تیسویں پارے کی سورۃ العلق کی ابتدائی پانچ آیات حضرت جبرئیل کے ذریعہ پہلی وحی کے طور پر نازل ہوئیں، نبوت سے پہلے بھی آپ غارِ حراء میں جا کر کئی کئی دن قیام کرتے تھے اور اللہ کو یاد کرتے تھے، پہلی وحی کے اترنے کے بعد آپ پر گھبراہٹ طاری ہوئی، آپ فوراً گھر آئے اور اپنی بیوی حضرت خدیجہ سے کمبل اوڑھانے کو کہا، حضرت خدیجہ کو پوری داستان سنائی، انہوں نے آپ کو تسلی دی اور کہا: اللہ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ دوسروں کے کام آتے ہیں، غریبوں بے سہاروں، ناداروں کی مدد کرتے ہیں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو حق کے صحیح عقیدے پر قائم تھے، اور آسمانی کتابوں کے بڑے عالم تھے، انہوں نے آپ کی باتیں بغور سننے کے بعد کہا کہ یہ وہی فرشتہ ہے جسے اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا، کاش میں اس وقت طاقت ور اور جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو مکہ سے نکالے گی۔

پھر آپ عقیدۂ برحق کی دعوت کے اپنے مشن میں لگ گئے، تین سال تک خفیہ دعوت کا کام کیا، پھر نبوت کے چوتھے سال علی الاعلان دعوتی عمل کا آغاز فرما دیا، آپ نے سب سے پہلے اپنی شریک حیات حضرت خدیجہ کو دعوتِ اسلام دی، خواتین میں سب سے پہلے انہوں نے اسلام قبول کیا، آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر نے، غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن حارثہ نے، بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی نے اسلام قبول کیا، ابتدائی دور میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی، یہ پہاڑ کی گھاٹی پر جا کر عبادت کرتے تھے، نبوت کے چوتھے سال علی الاعلان دعوت کا کام شروع ہونے پر لوگ آپ کے اور مسلمانوں کے سخت مخالف بن گئے، ہر طرح سے آپ کو ستایا گیا، آپ مکہ کے قریب طائف بھی تشریف لے گئے، اور دعوت پیش کی، مگر وہاں آپ کے ساتھ بہت برا سلوک کیا گیا، آپ پر پتھروں کی بارش برسائی گئی، یہاں تک کہ آپ لہولہان ہو گئے؛ لیکن اس کے باوجود آپ نے بددعا نہیں کی؛ بلکہ دعائے خیر کرتے رہے، آپ کے چچا ابوطالب نے غیر مسلم ہونے کے باوجود آپ کا بہت تعاون کیا، اور آپ کے لئے آڑ بنے رہے۔

شعب ابی طالب

آپ کی زندگی کا ایک اہم واقعہ ''شعب ابی طالب'' میں محصور کیا جانا ہے، نبوت کے ساتویں سال آپ کا اور آپ کے خاندان کا اجتماعی بائیکاٹ کر دیا گیا، آپ اپنے چچا، اہل قرابت اور صحابہ کے ساتھ شعب ابی طالب میں نظر بند رہے، تین سال تک یہ سلسلہ رہا، اس دوران بڑی تنگی کی زندگی گذری، گھاٹی سے نکلنے کے چند دنوں بعد پہلے آپ کے چچا ابوطالب کا پھر اس کے ۳ر دن بعد آپ کی بیوی حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا، آپ پر اس کا بہت صدمہ ہوا، اس لئے اس سال کو ''عام الحزن'' (غم کا سال) بھی کہتے ہیں۔

معراج

نبوت کے گیارہویں سال جب آپ کی عمر ۵۱ر سال چند ماہ تھی، ۲۷ر رجب کی رات

آپ کو مکہ سے بیت المقدس پھر وہاں سے آسمانوں اور جنت کا سفر کرایا گیا، اس سفر کو ''معراج'' کہا جاتا ہے، اس سفر میں آپ نے بڑے عجائب دیکھے، آسمانوں پر گئے، انبیاء سے ملاقات کی، جنت وجہنم کو دیکھا، اللہ کا دیدار کیا، اور ہم کلامی کا شرف ملا، اس سفر کا سب سے اہم تحفہ پانچ نمازیں ہیں۔

ہجرت اور قیام مدینہ منورہ

مکہ کی زمین مسلمانوں کے لئے تنگ ہورہی تھی اور ظلم وستم کی حد ہوچکی تھی، کچھ مسلمان پہلے ہی مکہ چھوڑ کر حبشہ جاچکے تھے، بالآخر مدینہ ہجرت کا حکم آیا، اور مسلمان مدینہ ہجرت کرنے لگے، نبوت کے تیرہویں سال آپ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ ہجرت کا سفر شروع کیا، غار ثور میں تین دن قیام رہا، اللہ نے عجیب طریقے سے آپ کی حفاظت کی، اللہ کے حکم سے مکڑی نے جالا تن دیا، اور کبوتری نے انڈے دے دئے، تلاش کرنے والے وہاں آگئے تو مکڑی کا جالا اور کبوتری کے انڈے دیکھ کر ان کو یقین ہوگیا کہ یہاں کوئی نہیں ہے۔ پھر آپ ۸/ربیع الاول ۱۴/نبوی یعنی یکم ہجری مطابق ۲۳/ستمبر ۶۲۲ء بروز پیر قبا پہنچے، وہاں مسجد قبا کی بنیاد رکھی، قبا میں چار دن قیام کیا، پھر مدینہ تشریف لائے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان ہوئے، مدینہ میں آپ کا پرتپاک استقبال کیا گیا، مدینہ کا نام پہلے یثرب تھا، جسے بدل کر ''مدینہ'' کردیا گیا، اور آپ کو سب نے اپنا امیر وقائد تسلیم کرلیا، مدینہ پہنچ کر آپ نے ایک کام تو مسجد نبوی کی تعمیر کا کیا، اور بذاتِ خود اس تعمیر میں حصہ لیا، دوسرا کام مہاجرین اور انصار (مدینہ کے مقیم قبیلۂ اوس وخزرج کے مؤمن باشندوں) کے درمیان مواخات (بھائی چارہ) کا رشتہ قائم کیا، تیسرا کام تجارتی منڈی کے قیام کا کیا، چوتھا کام یہ کیا کہ یہودیوں اور دیگر قبائل سے پرامن معاہدے کئے۔

غزوۂ بدر

تاریخ اسلام کی سب سے پہلی جنگ اور غزوہ ''غزوۂ بدر'' ہے، یہ غزوہ ۱۷/رمضان

المبارک ۲ھ مطابق ۶۲۴ء مقام بدر میں ہوا، جو مدینہ سے اسّی میل کے فاصلے پر ہے، مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ اور کفار کی تعداد ایک ہزار تھی، مسلمان بے سروسامانی اور کفار بہت لیس اور تیار تھے، اللہ نے مدد فرمائی اور مسلمانوں کو کافروں پر مکمل فتح حاصل ہوئی، ۷۰/کافر قتل ہوئے جن میں ان کا سردار ابوجہل اور بڑے بڑے سردار تھے، اور ۷۰/کافر قید ہوئے، جن کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت اچھا سلوک فرمایا، جو فدیہ دینے کے قابل تھے اُن سے فدیہ لیا گیا، اور جو فدیہ دینے کے قابل نہ تھے اور پڑھنا لکھنا جانتے تھے، ان کے ذمہ دس دس لوگوں کو پڑھانے کا کام لگایا گیا، پھر انہیں آزاد کردیا گیا۔

غزوۂ احد

دوسرا غزوۂ ''غزوۂ احد'' ہے جو شوال ۳ھ میں ہوا، اس موقع پر تین ہزار کافروں اور سات سو مسلمانوں میں باہم مقابلہ ہوا، آپ نے احد پہاڑ کے ایک کونے پر ۵۰/صحابی مقرر کئے اور تاکید کی کہ یہاں سے نہ ہٹنا، ابتدائی مرحلے میں مسلمان غالب اور کفار مغلوب ہوگئے، کفار بھاگنے لگے تو مسلمان مالِ غنیمت جمع کرنے میں لگ گئے، اور پہاڑی پر مقرر اکثر صحابہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ گئے، پہاڑی کی طرف سے کچھ کافروں نے اچانک پھر دھاوا بول دیا، جس کی وجہ سے بہت سے مسلمان زخمی ہوگئے، خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور بھی زخمی ہوا، اس موقع پر ۷۰/مسلمان شہید بھی ہوئے۔

غزوۂ خندق

ذی قعدہ ۵ھ میں ''غزوۂ خندق'' (غزوۂ احزاب) واقع ہوا، مدینہ میں موجود یہودیوں نے مکہ کے کفار سے خفیہ ساز باز کی، چناں چہ کفار مکہ نے اپنی اور اپنے اطراف کی دس ہزار فوج کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کے لئے سفر شروع کردیا، آپ کو یہ خبر ملی تو آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورے سے مدینہ کے اِرد گرد خندق کھودنا طے کیا،

چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار صحابہ کے ساتھ چھ دن میں ۵/گز گہری خندق تیار کرائی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک رہے، کفار مدینہ پہنچے اور خندق کے اُس پار سے پورے مدینہ کا محاصرہ کرلیا، یہ محاصرہ ۱۵/دن رہا، اس دوران مسلمانوں نے فاقے کی پرمشقت زندگی گذاری، کفار نے تیراندازی کی، مسلمانوں نے بھی جواب دیا، اللہ نے تیز آندھی کا طوفان کافروں پر مسلط کردیا، بالآخر انہیں ناکام ونامراد واپس لوٹنا پڑا۔

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنے کو عمرہ کرتے ہوئے دیکھا، صحابہ سے خواب بیان کیا تو صحابہ نے شوق ظاہر کیا، صحابہ کے اصرار پر یکم ذی قعدہ ۶ ھ کو آپ عمرہ کا احرام باندھ کر چودہ سو صحابہ کے ساتھ مکہ کی طرف چلے، مکہ سے باہر مقامِ حدیبیہ پر قیام فرمایا، مکہ کے کافروں نے آپ کو عمرہ سے روک دیا، پھر مختلف قسطوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار مکہ کے نمائندوں کے درمیان صلح کے مذاکرات ہوئے، اور دس سالہ جنگ بندی کی صلح ہوگئی، اور یہ طے پایا کہ مسلمان اس وقت چلے جائیں، آئندہ سال عمرہ کے لئے آئیں اور مکہ میں تین دن قیام کریں، یہ بھی طے ہوا کہ اگر کوئی مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے تو اسے واپس کرنا ہوگا اور اگر کوئی مدینہ سے مکہ آجائے تو ہم اسے واپس نہ کریں گے۔ بظاہر یہ بات صحابہ کو گراں معلوم ہوتی تھی، مگر حکم الٰہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کرلیا، بالآخر بعد میں اس کی معقولیت ظاہر ہوئی، قرآن نے اس صلح کو مسلمانوں کی فتح بتایا تھا، چناں چہ اس کی برکت سے بکثرت لوگ اسلام میں داخل ہوئے، اور اس کے بعد آپ نے دنیا کے مختلف بادشاہوں کو دعوتی خطوط روانہ کئے۔

غزوۂ خیبر

مدینہ منورہ میں آباد یہودی قبیلہ ''بنوالنضیر'' خیبر میں آباد ہوا، تو وہ خطہ یہودی مرکز

اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا اڈہ بن گیا، اللہ کے حکم سے ۷ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں جہاد کے لئے گئے، اور کھلی فتح حاصل ہوئی۔ اس جنگ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

فتح مکہ

قریش نے صلح حدیبیہ کے شرائط ودفعات کی خلاف ورزی کی، بالآخر معاہدہ ٹوٹ گیا، آپ نے جہاد کی تیاری شروع کی، اور رمضان ۸ھ میں آپ دس ہزار کی فوج لے کر مدینہ منورہ سے چلے، حضرت خالد کو اوپر کی طرف سے مکہ میں داخل ہونے کا حکم اِس تاکید کے ساتھ دیا کہ جو تم سے مقابلہ نہ کرے تم بھی مقابلہ نہ کرنا، دوسری طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اعلان فرمایا کہ جو بیت اللہ میں داخل ہوجائے یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے یا ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ مامون رہے گا، اس طرح بغیر جنگ کے مکہ فتح ہوگیا۔ ۲۰/رمضان المبارک جمعہ کو آپ نے طواف فرمایا، اس وقت بیت اللہ میں ۳۶۰/بت رکھے ہوئے تھے، آپ نے اپنے عصا سے سارے بت گرادئے اور اعلان فرمادیا: ﴿وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (حق آیا اور باطل مٹ گیا، باطل تو مٹنے ہی کے لئے ہے)

آپ نے اس موقعے پر حسن اخلاق، رحم وکرم، عفو ودرگذر کی بے نظیر مثال قائم کردی، بدترین دشمنوں تک کو یک لخت معاف کردیا، ان اخلاق کریمہ نے لوگوں کے دل اسلام کے لئے نرم کردئے اور بہت سے لوگ اسلام میں داخل ہوگئے۔

غزوۂ حنین

قبیلۂ ثقیف وہوازن مسلمانوں سے جنگ پر آمادہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے بارہ ہزار کا لشکر تیار کیا، مکہ سے تین منزل دور طائف کے قریب مقام حنین پر یہ لشکر پہنچا، دشمنوں کا ایک دستہ پہاڑوں میں چھپا تھا، وہ یک بارگی مسلمانوں کے اگلے حصے پر

ٹوٹ پڑا، اگلے حصے میں کچھ مسلمان اپنی کثرتِ تعداد پر ناز کررہے تھے، اللہ کی طرف سے یہ تنبیہ ہوئی، تھوڑی سی افراتفری ہوئی، آپ نے زور سے آواز لگائی، چناں چہ سب کے پیر جم گئے اور جنگ شروع ہوگئی، تھوڑی سی دیر میں دشمن پسپا ہوکر بھاگ کھڑے ہوئے، اور بہت سارا مال مسلمانوں کے حصے میں آیا۔

غزوۂ تبوک

رومیوں نے مسلمانوں سے جنگ کی تیاری کر رکھی تھی، اس کی افواہ بہت زور سے پھیل رہی تھی، مدینہ سے سات سو میل کی دوری پر واقع مقام تبوک میں رومیوں کے منظّم ہوکر جمع ہونے کی خبر تھی، سخت گرمی کا موسم تھا اور مدینہ منورہ میں قحط کی وجہ سے افلاس کا عالم تھا، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر رجب ۹ ہجری میں تیس ہزار صحابہ کا لشکر روانہ ہوا، رومیوں کو مسلمانوں کے جوش اور جذبے کا اندازہ ہوا تو ہمت ہار بیٹھے اور پسپائی اختیار کرلی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک پہنچے تو وہاں کوئی نہ تھا، آپ نے کئی روز قیام فرما کر مدینہ واپسی کی، اس واقعے نے تمام اہل کفر کی ہمت توڑ دی۔

حجۃ الوداع

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں صرف ایک حج فرمایا، اسے ''حجۃ الوداع'' کہا جاتا ہے، ایک لاکھ ۲۴ ہزار افراد اس حج میں آپ کے ہمراہ تھے، ۲۵/ ذی قعدہ ۱۰ھ کو آپ مدینہ سے روانہ ہوکر ۴/ ذی الحجہ کو مکہ پہنچے، ۸/ ذی الحجہ کو منیٰ تشریف لے گئے، ۹/ ذی الحجہ کو عرفات آئے، وہاں زوال کے بعد آپ نے تاریخی خطبہ دیا، جس میں آپ نے پوری امت کو انتہائی بیش قیمت پیغامات دئے، دوسروں کے حقوق کی ادائیگی اور جاہلیت کے تمام باطل تعصّبات کو مٹانے کی دعوت دی، اسی موقع پر ﴿اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا﴾ آیت اتری، پھر آپ مزدلفہ پھر منیٰ پھر مکہ تشریف لائے، منیٰ میں آپ نے

۶۳/اونٹ اپنے ہاتھ سے قربان کئے، پھر ۳۷/اونٹ حضرت علی سے قربان کرائے۔

وفات

۲۸/صفر ۱۱ھ کو آپ کو بخار آیا، تیرہ دن تک لگاتار یہ بخار رہا، دیگر بیویوں کی اجازت سے آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں مقیم ہوگئے، آخری ۸/روز حجرۂ عائشہ میں قیام رہا، ضعف بڑھتا گیا، سب سے آخری نماز جو آپ نے مسجد نبوی میں پڑھائی وہ جمعہ کی مغرب تھی، جمعہ کی عشاء سے دوشنبہ یومِ وفات کی فجر تک جملہ ۱۷/ نمازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائیں، وفات سے ۵/ یوم قبل جمعرات کو بعد ظہر آپ نے آخری خطبہ دیا، جس میں یہ الفاظ بھی تھے کہ: ''اللہ نے اپنے بندے کو اختیار دیا ہے کہ خواہ دنیا کی نعمتوں کو قبول کرلے یا اللہ کے حضور آخرت میں جو کچھ ہے اسے اختیار کرلے؛ لیکن اس بندے نے آخرت کو قبول کرلیا''۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر سمجھ گئے کہ آپ کا وقت قریب آچکا ہے، وہ رونے لگے۔

وفات کے دن فجر کے وقت کمرے کا پردہ اٹھا کر نماز پڑھ رہے صحابہ کو دیکھا، صحابہ فرطِ مسرت سے بے قابو ہوگئے، جیسے جیسے دن چڑھتا گیا، آپ پر بار بار غشی طاری ہونے لگی، اسی حالت میں آپ کی زبان سے یہ کلمات جاری ہوئے: ﴿مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے) ''اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى'' (میں رفیق اعلیٰ کو پسند کرتا ہوں) اس وقت آپ نے مسواک بھی مانگی اور کی، اچانک سینۂ مبارک میں سانس کی گھڑگھڑاہٹ شروع ہوئی، اور ہاتھ ہلنے لگے، اس وقت آپ نے نمازوں کی پابندی اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی، پانی کے برتن میں بار بار ہاتھ ڈال کر چہرے پر ملتے، اور انگشت شہادت سے اشارہ کرکے تین بار فرمایا: ''بل الرفيق الأعلى'' (بس اب صرف رفیق اعلیٰ درکار ہے) یہ کلمات زبان پر تھے کہ دست مبارک گر پڑا، چشم پاک کھل کر چھت کی طرف لگ گئی اور روح عالم قدس تک پہنچ گئی۔ یہ واقعہ مشہور قول کے مطابق ۱۲/ربیع

الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ مطابق ماہ مئی ۶۳۲ء چاشت کے وقت کا ہے، اس وقت آپ کی عمر ۶۳ رسال تھی، آپ کو انہیں کپڑوں میں غسل دیا گیا جو جسم پر تھے، حضرت علی نے دیگر صحابہ کی مدد سے غسل دیا، حضرت عائشہ کے حجرہ میں حضرت ابوطلحہ انصاری نے بغلی قبر تیار کردی تھی، آپ کے جسد مبارک کو قبر کے کنارے رکھ دیا گیا، دس دس آدمی کمرے میں آکر تنہا تنہا نماز جنازہ ادا کرتے گئے، پھر آپ کو قبر مبارک میں اتارا گیا، نو اینٹوں سے قبر بند کردی گئی، پھر مٹی ڈالی گئی۔

حلیہ مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد نہ بہت لمبا تھا نہ بہت چھوٹا؛ بلکہ آپ میانہ قد تھے، چہرۂ مبارک چودھویں کے چاند سے زیادہ روشن، منور اور خوب صورت تھا، بال نہ بالکل سیدھے نہ بالکل پیچ دار تھے؛ بلکہ ہلکے گھونگریالے تھے، وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہ تھے، سر کے بال گنجان تھے، آپ کی مہر نبوت آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان پشتِ مبارک پر تھی، آپ کے دونوں مونڈھوں کا درمیانی فاصلہ زیادہ تھا اور سینہ کشادہ تھا، آپ کی چال بہت باوقار تھی، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ بالوں میں مانگ نکالنے کا بہت اہتمام نہیں کرتے تھے، اکثر اپنے سر میں تیل لگاتے تھے اور اپنی داڑھی میں کنگی کرتے تھے۔ آنکھ بڑی، خوب صورت اور چمک دار تھی، بھویں گھنی اور کالی تھیں، آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے جیسی باریک لکیر تھی، دندانِ مبارک کشادہ، چمک دار اور سفید تھے، اکثر بالوں میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگاتے تھے، سفید رنگ کا کپڑا پسند تھا، آپ کا کرتہ لمبا ہوتا تھا، یمنی منقش چادر پسند تھی، آپ کی لنگی نصف پنڈلی تک ہوتی تھی، پگڑی باندھنے کا معمول تھا، وفات کے وقت آپ کے جسم پر ایک موٹی لنگی اور پیوند لگی چادر تھی، کھانا بہت سادہ کھاتے تھے، سبزی میں کدو اور گوشت میں دست کا گوشت اسی طرح سرکہ اور میٹھی

ٹھنڈی چیزیں پسند تھیں، زور سے نہیں ہنستے تھے؛ بلکہ مسکراتے تھے، ہنسی اور دل لگی کی باتیں بھی کبھی کبھی کرتے تھے، گفتگو بالکل صاف سمجھ میں آنے والی اور دماغ میں بیٹھ جانے والی ہوتی تھی۔

امت پر آپ کے حقوق

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی اور رسول ہونے پر سچا ایمان۔

(۲) انسانوں میں سب سے بڑھ کر آپ سے محبت۔

(۳) انسانوں میں سب سے زیادہ آپ کا احترام۔

(۴) آپ کی سنت اور طریقے پر مکمل عمل۔

(۵) جب بھی آپ کا نام نامی آئے تو آپ پر درود وسلام، درود بہت بڑا حق ہے، احادیث میں آتا ہے کہ جو میرا نام آنے پر درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے، اور جو میرے اوپر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، احادیث میں بہت سارے درود آئے ہیں، مگر سب سے بہتر درود ”درودِ ابراہیمی“ ہے، جو نماز کے آخری قعدے میں پڑھا جاتا ہے، وہ یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

معجزات

نبوت کو ثابت کرنے والے محیر العقول خلافِ عادت کاموں کو معجزہ کہا جاتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں، آپ کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے، اس کے علاوہ چند مشہور معجزات یہ ہیں: (۱) سفر معراج (۲) چاند کا دو ٹکڑے ہونا (۳) آپ کی دعا کی برکت سے تھوڑا کھانا بہت سوں کے لئے کافی ہو جانا (۴) پتھر کا آپ کو سلام کرنا (۵)

انگلیوں سے پانی جاری ہونا، وغیرہ۔

❑❖❑

طہارت سے متعلق ضروری باتیں

استنجاء وطہارت

بدن، کپڑوں اور جگہ کی پاکی اور صفائی کو طہارت کہتے ہیں، پائخانہ اور پیشاب سے فارغ ہونے کے بعد پاکی حاصل کرنا استنجاء ہے، قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے پیشاب پائخانہ کرنا منع ہے، استنجاء بائیں ہاتھ سے کرنا چاہیئے، بلا عذر کھڑے ہو کر قضائے حاجت کرنا، پانی کے اندر قضائے حاجت کرنا، جانوروں کے سوراخ میں قضائے حاجت کرنا، قضائے حاجت کے وقت بات کرنا، عام راستوں پر قضائے حاجت کرنا سب منع ہے۔

وضو

نماز، نماز جنازہ، قرآن کی تلاوت، سجدۂ تلاوت، طوافِ کعبہ اور قرآنِ کریم کو چھونے کے لئے وضو فرض ہے۔

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا (۲) کہنیوں تک ہاتھ دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔

وضو کی سنتیں

وضو کی سنتیں یہ ہیں: (۱) نیت کرنا (۲) تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا (۳) ابتداء میں تین مرتبہ گٹوں تک ہاتھ دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) تین مرتبہ کلی کرنا (۶) تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا (۷) منہ اور ناک کی صفائی میں مبالغہ کرنا (یہ سنت روزہ دار کے لئے

نہیں ہے) (۸) داڑھی میں خلال کرنا (۹) انگلیوں میں خلال کرنا (۱۰) تمام اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا (۱۱) پورے سر کا مسح کرنا (۱۲) کانوں کا مسح کرنا (۱۳) ترتیب وار وضو کرنا (یعنی جو ترتیب قرآن وسنت میں وارد ہے اسی کے مطابق وضو کرنا) (۱۴) پے در پے اعضاء وضو پر پانی بہانا (یعنی ایک عضو کے سوکھنے سے قبل اگلے عضو کو دھو لینا۔

وضو کو توڑنے والی چیزیں

مجموعی طور پر درج ذیل وجوہات سے وضو ٹوٹ جاتا ہے: (۱) آگے پیچھے کی شرم گاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا (مثلاً پاخانہ، پیشاب، ریاح، منی، مذی وغیرہ) (۲) اگلی پچھلی شرم گاہ سے خلافِ عادت کسی چیز کا نکلنا (مثلاً استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری وغیرہ) (۳) بدن کے کسی حصہ سے نجاست کا نکلنا (مثلاً خون، پیپ، مواد، یا بیماری کی وجہ سے نجس پانی کا نکلنا) (۴) منہ بھر کر قے (۵) نیند (جس سے اعضاء مضمحل ہو جائیں) (۶) بے ہوشی، پاگل پن اور نشہ (۷) رکوع وسجدہ والی نماز میں قہقہہ (۸) مباشرتِ فاحشہ (یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرم گاہ کا شرم گاہ سے ملانا، خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے، یا عورت کا عورت سے)

وضو کے مستحبات

وضو میں چھ چیزیں مستحب ہیں: (۱) پاک اور صاف جگہ پر وضو کرنا (۲) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۳) وضو کرنے میں کسی کی مدد نہ لینا (۴) گردن کا مسح کرنا (۵) ہر عضو کو مل کر دھونا (۶) دائیں طرف سے شروع کرنا۔

وضو کے مکروہات

وضو کے مکروہات چھ ہیں: (۱) ناپاک جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۲) داہنے ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۳) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا (۴) ترتیب کے خلاف وضو کرنا (۵) پانی زیادہ خرچ کرنا (۶) منہ پر زور سے پانی مارنا۔

غسل

وہ ناپاکی جسے دور کرنے کے لئے غسل کیا جاتا ہے، اسے ''جنابت'' کہتے ہیں، حالت جنابت میں نماز پڑھنا، قرآن پڑھنا، قرآن چھونا اور مسجد میں داخل ہونا ناجائز ہے، بیوی سے جنسی تعلق قائم کرنے کی صورت میں (خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو) غسل فرض ہوجاتا ہے، احتلام (یعنی خواب میں جنسی تعلق قائم کرنے کی صورت میں منی نکل جانے) سے غسل فرض ہوجاتا ہے، خواتین کے لئے حیض یا نفاس سے پاکی پر بھی غسل فرض ہوجاتا ہے۔

غسل کے فرائض

(۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی ڈالنا (۳) پورے بدن پر اس طرح پانی ڈالنا کہ جسم کا کوئی حصہ خشک نہ رہ جائے۔

غسل کی سنتیں

غسل میں پانچ چیزیں سنت ہیں: (۱) تین بار ہاتھ دھونا (۲) شرم گاہ دھونا (۳) وضو کرنا (۴) سر پر تین بار پانی ڈالنا (۵) پورے بدن پر پانی ڈالنا۔

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً نیت حاضر کرکے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ دھوئے، پھر شرم گاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو، پھر مکمل وضو کرے، پھر داہنے کندھے پر تین مرتبہ پانی بہائے، اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے، اس کے بعد سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے، رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے، قبلہ رخ غسل نہ کرے، ضرورت سے زائد پانی نہ بہائے، تنہائی میں غسل کرے، اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہوجاتا ہو تو غسل کے بعد وہاں سے ہٹ کر اپنے پیر پاک کرے۔

تیمّم

پانی نہ ملے یا بیماری کی وجہ سے پانی استعمال کرنا ممنوع ہوتو اس صورت میں تیمّم کا حکم ہے، تیمّم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے، تیمّم کے معنی ''قصد کرنے اور ارادہ کرنے'' کے ہیں، شریعت میں پاک مٹی پر دو بار ہاتھ مار کر ایک بار منہ پر اور دوسری بار ہاتھ پر پھیرنے کو تیمّم کہتے ہیں۔

تیمّم کی شرطیں

تیمّم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمّم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا احاطہ کرنا۔

تیمّم کرنا کب جائز ہے؟

چھ صورتوں میں تیمّم کرنا جائز ہے: (۱) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا یعنی مبتلا بہ سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو، اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو (۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (۳) سخت سردی جب کہ جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہونا (مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو) کہ وہاں جا کر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو، یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو، اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مر جانے کا خوف

ہو(٦) پانی کوکنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی چیز موجود نہ ہو، اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو، تو ان سب صورتوں میں تیمّم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔

جن چیزوں سے تیمّم ٹوٹ جاتا ہے

جن چیزوں سے وضوٹوٹ جاتا ہے (یعنی حدث) ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح پانی مل جانے سے اور جس عذر کی وجہ سے تیمّم جائز ہوا تھا، اس عذر کے ختم ہو جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔

جن چیزوں سے تیمّم کیا جا سکتا ہے

پاک مٹی، پتھر، چونا، ریت، مٹی کا کچا یا پکا برتن، اینٹ، پتھر یا چونے کی دیوار، گیرو یا ملتانی مٹی، پاک گردوغبار، وغیرہ۔

تیمّم کا طریقہ

تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیر لیا جائے، اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں یا آگے پیچھے کر دیں۔

موزوں پر مسح

شریعت نے چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کی اجازت دی ہے، اگر کسی نے پاکی کی حالت میں چمڑے کے موزے پہنے تو وضو کرتے ہوئے اس کے لئے پیر دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کافی ہے، مقیم کے لئے مسح کی مدت ایک دن ایک رات ہے، اور مسافر کے لئے یہ مدت تین دن تین رات ہے۔ مسح کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں بھگو کر انگلیوں کو پیر کے پنجوں پر رکھے اور اوپر کی طرف کھینچے، انگلیاں پوری رکھے۔

نماز سے متعلق ضروری باتیں

توحید ورسالت کی گواہی اور اقرار کے بعد اسلام کا دوسرا سب سے اہم رکن نماز ہے، نماز اس خاص طریقے سے اللہ کی عبادت کا نام ہے جو طریقہ اللہ نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو بتایا، پھر آپ نے امت کو سکھایا ہے، ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت پر پانچ وقت کی نمازیں (فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء) فرض عین ہیں۔

فرض عین اس فرض کو کہتے ہیں جس کی ادائیگی ہر مسلمان پر الگ الگ ضروری ہے، یہ نمازیں معراج میں فرض کی گئی ہیں، ان پانچوں فرض نمازوں کی جماعت کے لئے اذان بھی ضروری ہے۔

نماز کی ترکیب

نماز پڑھنے کے لئے وضو کر کے قبلہ کی طرف رُخ کر کے سیدھے کھڑے ہو جائیں، اور جو نماز پڑھنی ہو، دل میں اس کی نیت کرلیں، جیسے فجر یا ظہر کی نماز پڑھ رہا ہوں۔ یہ نیت زبان سے کہنا بھی بہتر ہے۔

نیت کرنے کے بعد دونوں ہاتھ دونوں کانوں کی لو تک اٹھا کر تکبیرِ تحریمہ (یعنی اللہ اکبر) کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لیں۔ پھر:

ثنا: یعنی **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ** پڑھیں۔

پھر **تعوّذ**: یعنی **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ** پڑھیں۔

پھر **تسمیہ**: یعنی **بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ** پڑھیں۔

پھر **سورۂ فاتحہ** : **اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ. الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ. اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ. اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ. صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ، غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ** پڑھیں۔

تنبیہ: سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد آہستہ سے ''آمین'' کہیں۔

اس کے بعد کوئی سورت ملائیں: مثلاً:

سورۂ اخلاص: **قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ. اَللّٰہُ الصَّمَدُ. لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ. وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ**۔

رکوع میں جانے کے لئے تکبیر: **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** کہیں۔

رکوع میں کم از کم تین مرتبہ: **سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ** پڑھیں۔

تسمیع: رکوع سے اٹھتے وقت: **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنۡ حَمِدَہٗ** کہتے ہوئے اطمینان سے سیدھے کھڑے ہو جائیں۔

تحمید: رکوع کے بعد سیدھے ہو کر کہیں: **رَبَّنَا لَکَ الۡحَمۡدُ**۔

پھر تکبیر: (**اَللّٰہُ اَکۡبَرُ**) کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جائیں۔

اس کے بعد سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ: **سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی** پڑھیں۔

سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر: (**اَللّٰہُ اَکۡبَرُ**) کہتے ہوئے اطمینان سے بیٹھ جائیں۔

پھر **اَللّٰہُ اَکۡبَرُ** کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جا کر سجدہ کی مذکورہ تسبیح پڑھیں۔

دوسرے سجدے سے اٹھ کر تشہد:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبٰتُ السَّلَامُ عَلَیۡکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھیں۔

نوٹ: تشہد میں جب اَشْهَدُ پر پہنچیں تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالیں، اور لَآ اِلٰهَ کہتے ہوئے شہادت کی انگلی اٹھائیں، اور اِلَّا اللّٰهُ پر انگلی جھکادیں، مگر حلقہ کی حالت کو نماز کے اخیر تک برقرار رکھیں۔ (ابن ماجہ رقم: ۹۱۱، بحوالہ: کتاب الدعاء ۲۰۳)

پھر: **درود شریف**: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پڑھیں۔

درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْماً كَثِيْراً وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ پڑھیں۔

پھر اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہتے ہوئے پہلے دائیں جانب پھر بائیں جانب سلام پھیریں۔

نوٹ: مذکورہ طریقہ ایک رکعت کا بیان کیا گیا ہے، دوسری رکعت بھی اسی طرح سے پڑھی جائے گی۔ اگر تین یا چار رکعت والی نماز پڑھ رہے ہوں تو ''التحیات'' کے بعد فوراً تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوجائیں اور بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق بقیہ رکعتیں پوری کر کے قعدۂ اخیرہ میں بیٹھ جائیں۔ (فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھیں اور کوئی سورت نہ ملائیں، اور فرض کے علاوہ بقیہ نمازوں میں تیسری اور چوتھی

رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت بھی ملائیں) اور التحیات، درود شریف اور دعائے ماثورہ پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر نماز مکمل کرلیں۔

نماز میں قیام کی حالت میں نگاہ سجدے کی جگہ، رکوع میں دونوں پیروں پر، سجدے میں ناک پر، قعدہ میں رانوں پر، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر ہونی چاہیئے۔

سلام پھیرنے کے بعد کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ، تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔

تسبیح فاطمی

ہر فرض نماز کے بعد بالعموم اور فجر وعصر کے بعد بطور خاص ۳۳ / مرتبہ: سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ / مرتبہ: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳۴ / مرتبہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھیں۔

نماز کے فرض ہونے کے شرائط

پانچ ہیں: (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) عورتوں کا حیض ونفاس سے پاک ہونا (۵) نماز کا وقت ہونا۔

نماز کی صحت کے شرائط

نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں: (یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے) (۱) حدثِ اکبر (جنابت) اور حدثِ اصغر سے پاک ہونا (۲) نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا (۳) ستر ڈھانکنا (یعنی مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ، ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (۴) قبلہ کی طرف رخ کرنا (۵) نماز کا وقت ہونا (۶) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا (۷) تکبیر تحریمہ کہنا۔

نماز کے فرائض

نماز کے فرائض چھ ہیں: (۱) تحریمہ: کلماتِ ذکر (جیسے اللہ اکبر) سے نماز شروع کرنا (۲) قیام: فرض، واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا (۳) قرأت: یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن، نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (٦) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا۔

نوٹ: واضح رہے کہ ان میں سے اگر کوئی رکن چھوٹ جائے تو نماز ادا نہ ہوگی؛ بلکہ دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔

نماز کے واجبات

نماز کے واجبات چودہ ہیں: (۱) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں کو قرأت کے لئے مقرر کرنا (۲) فرض نمازوں کی تیسری اور چوتھی رکعت کے علاوہ تمام نمازوں کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا (۳) فرض نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں، واجب، سنت اور نفل نمازوں کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا ایک بڑی آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا (۴) سورۂ فاتحہ کو سورت سے پہلے پڑھنا (۵) قرأت، رکوع، سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا (٦) قومہ کرنا، یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا (۷) جلسہ، یعنی دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھ جانا (۸) تعدیلِ ارکان یعنی رکوع، سجدہ وغیرہ کو اطمینان سے اچھی طرح ادا کرنا (۹) قعدۂ اولیٰ، یعنی تین اور چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا (۱۰) دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا (۱۱) امام کو نمازِ فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان کے وتروں میں آواز سے قرأت کرنا، اور ظہر، عصر وغیرہ کی نمازوں میں آہستہ پڑھنا (۱۲) لفظ سلام کے ساتھ نماز سے علیحدہ ہونا (۱۳) نماز وتر میں قنوت کے لئے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا (۱۴) دونوں عیدوں کی نماز میں زائد تکبیریں کہنا۔

نـــوٹ : یہ بات ملحوظ رہے کہ ان میں سے اگر کوئی واجب چھوٹ گیا تو سجدۂ سہو کرنا لازم ہوگا۔

نماز کی سنتیں

جو چیزیں نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں انہیں نماز کی سنت کہتے ہیں، اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھولے سے چھوٹ جائے تو نہ سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اور نہ ہی نماز ٹوٹتی ہے؛ البتہ چھوڑنے والا ملامت کا مستحق ہوتا ہے۔

نماز کی ۵۱/ سنتیں ہیں

یہ اکیاون سنتیں نماز کے پانچ الگ الگ ارکان میں ادا کی جاتی ہیں، وہ پانچ ارکان سنتوں کی تعداد کے ساتھ یہ ہیں:

(۱) قیام میں گیارہ (۲) قرأت میں سات (۳) رکوع میں آٹھ (۴) سجدے میں بارہ (۵) اور قعدے میں تیرہ سنتیں ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

قیام کی ۱۱/ سنتیں

(۱) تکبیرِ تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا، یعنی سر کو پست نہ کرنا (۲) دونوں پیروں کے درمیان چار انگلی کے بقدر فاصلہ رکھنا اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا (۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیرِ تحریمہ کے ساتھ یا فوراً بعد ہونا (۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا (۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا یعنی نہ زیادہ کھلی رکھنا اور نہ زیادہ بند (۷) نیت باندھتے ہوئے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھنا (۸) چھنگلیاں (سب سے چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا (۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا (۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (۱۱) ثنا پڑھنا۔

قرأت کی ۷/سنتیں

(۱) تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا (۲) تسمیہ یعنی بسم اللہ پڑھنا (۳) آہستہ سے آمین کہنا (۴) فجر اور ظہر میں طوالِ مفصل یعنی سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک، عصر وعشاء میں اوساطِ مفصل یعنی سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورۂ زلزال سے سورۂ ناس تک کی سورتوں میں سے پڑھنا (۵) فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا (۶) نہ زیادہ جلدی پڑھنا نہ زیادہ ٹھہر ٹھہر کر؛ بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا (۷) فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

رکوع کی ۸/سنتیں

(۱) رکوع کی تکبیر کہنا (۲) رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا (۳) گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا (۴) پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا (۵) پیٹھ کو بچھا دینا یعنی کمر کو برابر رکھنا (۶) سر اور سرین کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا (۷) رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ ”**سبحان ربی العظیم**“ کہنا (۸) رکوع سے اٹھتے وقت امام کو ”**سمع اللّٰہ لمن حمدہ**“ اور مقتدی کو ”**ربنا لک الحمد**“ اور منفرد کو یہ دونوں تسبیح کہنا۔

سجدے کی ۱۲/سنتیں

(۱) سجدے کی تکبیر کہنا (۲) سجدے میں پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھنا (۳) پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا (۴) پھر ناک رکھنا (۵) پھر پیشانی رکھنا (۶) دونوں ہاتھوں کے درمیان سجدہ کرنا (۷) سجدے میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا (۸) کہنیوں کو پہلوؤں سے الگ رکھنا (۹) کہنیوں کو زمین سے جدا رکھنا (۱۰) سجدہ میں کم سے کم تین بار ”سبحان ربی الاعلیٰ“ پڑھنا (۱۱) سجدے سے اٹھنے کی تکبیر کہنا (۱۲) سجدے سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر دونوں ہاتھ، پھر گھٹنے اٹھانا اور دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔

قعدہ کی ۱۳ سنتیں

(۱) دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا اور پیر کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا (۲) دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا (۳) تشہد میں "اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ" پر شہادت کی انگلی اٹھانا (۴) قعدۂ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا (۵) درود شریف کے بعد کوئی ایسی دعاء پڑھنا جو قرآن وحدیث میں آئی ہو (۶) دونوں طرف سلام پھیرنا (۷) سلام کی ابتدا داہنی طرف سے کرنا (۸) سلام پھیرتے ہوئے امام کو مقتدی اور فرشتوں پر سلامتی کی نیت کرنا (۹) مقتدی کو امام، فرشتوں اور دائیں بائیں مقتدیوں پر سلام کی نیت کرنا (۱۰) منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا (۱۱) مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا (۱۲) دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا (۱۳) مسبوق (یعنی رکعت چھوٹنے والے آدمی) کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔

نماز کو توڑنے والی چیزیں

ایسی چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہیں وہ اٹھارہ ہیں:

(۱) نماز میں بات کرنا جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، تھوڑا ہو یا زیادہ، ہر صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے (۲) سلام کرنا یعنی کسی شخص کو سلام کرنے کے قصد سے سلام یا تسلیم یا "السلام علیکم" یا اسی جیسا کوئی لفظ کہہ دینا (۳) سلام کا جواب دینا یا چھینکنے والے کو "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" یا نماز سے باہر والے کسی شخص کی دعا پر آمین کہنا (۴) کسی بری خبر پر "اِنَّا لِلّٰـهِ وَاِنَّا اِلَيْـهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھنا یا کسی اچھی خبر پر "الحمد للہ" کہنا، یا کسی عجیب خبر پر "سبحان اللہ" کہنا (۵) درد یا رنج کی وجہ سے آہ یا اُوہ یا اُف کرنا (۶) اپنے امام کے سوا کسی دوسرے کو لقمہ دینا، یعنی قرأت بتانا (۷) قرآنِ کریم دیکھ کر پڑھنا (۸) قرآنِ کریم پڑھنے میں کوئی سخت غلطی کرنا (۹) عملِ کثیر کرنا، یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس سے دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ شخص نماز

نہیں پڑھ رہا ہے (۱۰) کھانا پینا، جان بوجھ کر ہو یا بھولے سے (۱۱) دو صفوں کی مقدار کے برابر چلنا (۱۲) قبلے کی طرف سے بلا عذر سینہ پھیر لینا (۱۳) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا (۱۴) ستر کھل جانے کی حالت میں ایک رُکن کی مقدار ٹھہرنا (۱۵) دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگی جاتی ہے، مثلاً: ''یا اللہ! مجھے آج سو روپئے دیدے''۔ (۱۶) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حروف ظاہر ہو جائیں (۱۷) بالغ آدمی کا نماز میں قہقہہ مار کر یا آواز سے ہنسنا (۱۸) امام سے آگے بڑھ جانا، وغیرہ۔

نماز کے مکروہات

ایسی چیزیں جن سے نماز مکروہ ہو جاتی ہیں وہ انتیس ہیں:

(۱) سَدْل یعنی کپڑے کو لٹکانا، مثلاً چادر سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے لٹکا دینا، یا اچکن یا چوغہ بغیر اس کے کہ آستینوں میں ہاتھ ڈالے جائیں کندھوں پر ڈال لینا (۲) کپڑوں کو مٹی سے بچانے کے لئے ہاتھ سے روکنا یا سمیٹنا (۳) اپنے کپڑوں یا بدن سے کھیلنا (۴) معمولی کپڑوں میں جنہیں پہن کر مجمع میں جانا پسند نہیں کیا جاتا، نماز پڑھنا (۵) منہ میں روپیہ یا پیسہ یا اور کوئی ایسی چیز رکھ کر نماز پڑھنا جس کی وجہ سے قرأت کرنے سے مجبور نہ رہے، (اور اگر قرأت سے مجبوری ہو جائے تو بالکل نماز نہ ہوگی) (۶) سستی اور بے پروائی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنا (۷) پائخانہ یا پیشاب کی حاجت ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا (۸) بالوں کو سر پر جمع کر کے چٹّا باندھنا (۹) کنکریوں کو ہٹانا؛ لیکن اگر سجدہ کرنا مشکل ہو تو ایک مرتبہ ہٹانے میں مضائقہ نہیں (۱۰) انگلیاں چٹخانا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا (۱۱) کمر یا کوکھ یا کولہے پر ہاتھ رکھنا (۱۲) قبلے کی طرف سے منہ پھیر کر یا صرف نگاہ سے اِدھر اُدھر دیکھنا (۱۳) کتے کی طرح بیٹھنا، یعنی رانیں کھڑی کر کے بیٹھنا اور رانوں کو پیٹ سے اور گھٹنوں کو سینے سے ملا لینا اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لینا (۱۴) سجدے میں

دونوں کلائیوں کو زمین پر بچھالینا مرد کے لئے مکروہ ہے (۱۵) کسی ایسے آدمی کی طرف نماز پڑھنا جو نمازی کی طرف منہ کئے ہوئے بیٹھا ہو (۱٦) ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا (۱۷) بلا عذر چارزانوں (آلتی پالتی مارکر) بیٹھنا (۱۸) قصداً جمائی لینا یا روک سکنے کی حالت میں نہ روکنا (۱۹) آنکھوں کو بند کرنا؛ لیکن اگر نماز میں دل لگنے کے لئے بند کرے تو مکروہ نہیں (۲۰) امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا؛ لیکن اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں (۲۱) اکیلے امام کا ایک ہاتھ اونچی جگہ پر کھڑا ہونا، اور اگر اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں (۲۲) ایسی صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہونا جس میں جگہ خالی ہو (۲۳) کسی جاندار کی تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا (۲۴) ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ نمازی کے سر کے اوپر یا اس کے سامنے یا دائیں بائیں طرف یا سجدے کی جگہ تصویر ہو (۲۵) آیتیں یا سورتیں یا تسبیحات انگلیوں پر شمار کرنا (۲٦) چادر یا کوئی اور کپڑا اس طرح لپیٹ کر نماز پڑھنا کہ جلدی سے ہاتھ نہ نکل سکیں (۲۷) نماز میں انگڑائی لینا، یعنی سستی اتارنا (۲۸) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا (۲۹) سنت کے خلاف نماز میں کوئی کام کرنا۔

نماز سے پہلے اور بعد کی سنتیں

فجر سے پہلے ۲؍رکعت سنت مؤکدہ ہے، ظہر سے پہلے ۴؍رکعت اور ظہر کے بعد ۲؍رکعت سنت مؤکدہ ہے، عصر سے پہلے ۴؍رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے، مغرب کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، عشاء سے پہلے ۴؍رکعت سنت غیر مؤکدہ ہے، عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے۔

نماز جمعہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز سب سے پہلے ۱۲؍ربیع الاول اھ مطابق ۲۷؍ستمبر ٦۲۲ء کو بنی سالم کے محلے میں ادا فرمائی، جمعہ کی نماز ہفتہ میں صرف ایک بار جمعہ کے

دن ظہر کی جگہ ادا کی جاتی ہے، نماز جمعہ ہر مسلمان آزاد مقیم عاقل وبالغ مرد پر فرض ہے، نابالغ، عورت، بیمار، غلام اور مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے، جمعہ کی نماز چھوٹ جائے تو قضا میں اس کی جگہ ظہر پڑھی جائے گی، جمعہ کی نماز میں دو رکعت فرض ہیں، جمعہ سے پہلے ۴؍رکعت اور جمعہ کے بعد ۶؍رکعت (۴؍رکعت ایک سلام کے ساتھ، پھر دو رکعت الگ) سنت مؤکدہ ہے، نماز جمعہ سے پہلے عربی زبان میں خطبہ ضروری ہے، جمعہ کا خطبہ شروع ہوجانے کے بعد بات کرنا، سنت یا نفل پڑھنا، کھانا پینا، کسی کی بات کا جواب دینا یا قرآن پڑھنا سب منع ہے، اس حالت میں صرف خطبہ کا سننا واجب ہے۔

نماز وتر

وتر کی نماز واجب ہے، حدیث میں آیا ہے کہ: ''جو وتر نہ پڑھے اس کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔ اس میں تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ ہیں، وتر کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے، وتر کی تیسری رکعت میں قراءت سے فارغ ہونے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے جاتے ہیں، پھر ہاتھ باندھ کر آہستہ آواز سے دعائے قنوت پڑھی جاتی ہے، پھر رکوع کیا جاتا ہے، دعائے قنوت واجب ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِىْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ، وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ. اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّىْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ.

نماز عیدین

شوال کی پہلی تاریخ کو نماز عید الفطر اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو نماز عید الاضحیٰ واجب ہے، عیدین میں دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں، عیدین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے

تقریباً ۱۵؍منٹ بعد شروع ہوکر زوال تک رہتا ہے، نماز عیدین کی ترکیب یہ ہے کہ امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز مع ۶؍زائد تکبیروں کی نیت کرلیں، اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں، پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، اس کے بعد فاتحہ اور سورت ملائیں، پھر رکوع سجدہ کرکے رکعت مکمل کرلیں۔ دوسری رکعت میں اولاً فاتحہ وسورت پڑھنے کے بعد رکوع میں نہ جائیں؛ بلکہ تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں کہیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں، اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسبِ معمول پوری کریں۔

تکبیر تشریق: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ" عیدالفطر میں آہستہ سے اور عیدالاضحیٰ میں بلند آواز سے زیادہ سے زیادہ پڑھنا مسنون ہے، اور ۹؍ذی الحجہ کی فجر سے ۱۳؍ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد مردوں کے لئے بآواز بلند اور عورتوں کے لئے ایک مرتبہ آہستہ سے تکبیر تشریق کہنا واجب ہے۔

ممنوع اوقات

تین اوقات ایسے ہیں جن میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے: (۱) سورج نکلتے وقت (۲) زوال کے وقت (۳) سورج ڈوبتے وقت۔

اور چار اوقات ایسے ہیں جن میں سنت ونفل پڑھنا درست نہیں ہے: (۱) فجر کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک (۲) عصر کی نماز کے بعد مغرب تک (۳) امام کے خطبہ جمعہ کے لئے کھڑے ہوجانے کے بعد (۴) نماز عیدین سے پہلے۔

قضا

وقت مقررہ پر نماز پڑھنا ادا ہے اور جو فرض نمازیں وقت پر ادا نہ ہوسکیں بعد میں ان کو

پڑھنا قضا ہے، اور یہ فرض ہے، قضا صرف فرض نمازوں کی ہوتی ہے۔

سجدۂ سہو

کسی واجب کے چھوٹ جانے یا کسی واجب و فرض کے آگے پیچھے ہو جانے سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، نماز کی آخری رکعت میں التحیات پڑھنے کے بعد صرف دائیں طرف ایک سلام پھیر کر دو سجدے کئے جاتے ہیں، پھر التحیات، درود شریف اور دعاء پڑھ کر نماز کا سلام پھیرا جاتا ہے۔

مسافر کا مسئلہ

شریعت میں مسافر وہ ہے جو ۴۸؍میل (۷۸؍کلومیٹر) کا سفر طے کر لے، مسافر کے لئے یہ رعایت ہے کہ وہ فرض کی چار رکعت کے بجائے دو رکعت پڑھے گا، مغرب اور فجر اور وتر کی نماز اپنی حالت پر باقی رہے گی، مسافر کے لئے مؤکد سنتیں غیر مؤکد بن جاتی ہیں، مسافر پر سفر کی حالت میں روزہ بھی فرض نہیں ہے، رکھ لے تو بہتر ہے نہیں رکھا تو بعد میں قضا ضروری ہے، مسافر اگر مقیم کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو پوری پڑھے گا۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ فرضِ کفایہ ہے، فرضِ کفایہ وہ فرض ہے کہ جس کو چند آدمی ادا کر لیں، تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گا، نماز جنازہ میں رکوع سجدہ نہیں ہوتا، نماز جنازہ میں دو فرائض ہیں: (۱) ۴؍بار اللہ اکبر کہنا (۲) کھڑے ہو کر پڑھنا۔

نماز جنازہ میں تین سنتیں ہیں: (۱) اللہ کی حمد و ثنا (۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود (۳) میت کے لئے دعا۔

نماز جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ دل میں یا زبان سے بھی یہ نیت کریں کہ میں اللہ کی رضا اور میت کے

حق میں دعا کرنے کے لئے نماز جنازہ پڑھ رہا ہوں، اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لوتک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں، پھر ثناء ان الفاظ کے ساتھ پڑھیں:

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاءُکَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُکَ.

اس کے بعد دوسری تکبیر کہیں، پھر درود پڑھیں، پھر تیسری تکبیر کہیں، اس کے بعد میت کے لئے دعا کریں، میت اگر بالغ ہے چاہے مرد ہو یا عورت، تو یہ دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا، اللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيْمَانِ.

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَمُشَفَّعاً.

اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہ دعا ہے:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطاً وَاجْعَلْهَا لَنَا أَجْراً وَذُخْراً وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً.

اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں، پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری، تیسری اور چوتھی تکبیر میں ہاتھ نہ اٹھائیں؛ بلکہ بلا ہاتھ اٹھائے تکبیر کہیں۔

نماز تراویح

نماز تراویح صرف رمضان کے مہینے میں عشاء کی نماز کے بعد الگ سے پڑھی جاتی ہے، یہ نماز مرد و عورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے، تراویح کی رکعات ۲۰ رہیں، ہر دو

رکعت الگ سلام سے پڑھی جائے گی، کھڑے ہونے کی طاقت ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا چاہیے، بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے، تراویح کی نماز میں امام کے رکوع کا انتظار کرنا اور بجائے شروع سے شامل ہونے کے رکوع کے وقت شامل ہونا مکروہ عمل ہے۔ رمضان میں وتر کی نماز تراویح کے بعد پڑھنی چاہیے۔

معذور اور بیمار کی نماز

اگر کھڑے ہونے کی طاقت نہ ہو یا کھڑے ہونے سے بیماری بڑھ جانے کا خطرہ ہو یا کھڑے ہونے سے تکلیف ہوتی ہو، یا کھڑا تو ہوسکتا ہے مگر رکوع سجدہ نہیں کرسکتا، ان سب صورتوں میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے، اگر زمین پر قعدہ نہ کرسکتا ہو تو کرسی وغیرہ کی مدد لینا درست ہے، اگر رکوع سجدہ نہیں کرسکتا تو اشارے کی اجازت ہے، البتہ سجدے کا اشارہ رکوع کے اشارے سے پست ہونا چاہیے، بیٹھ کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو لیٹ کر پڑھے، جب تک انسان کے ہوش وحواس درست ہوں اور طاقت واستطاعت ہو نماز معاف نہیں ہوتی۔

نفل نمازیں

نفل نمازوں میں چند مشہور نمازیں یہ ہیں: (۱) نماز اشراق (اس کا وقت طلوع آفتاب کے ۱۵-۲۰/منٹ بعد شروع ہوتا ہے) (۲) نماز چاشت (دس گیارہ بجے جب سورج خوب چمک دار ہوجائے، ادا کی جائے) (۳) نماز اوابین (مغرب کے بعد ۶/رکعات) (۴) تحیۃ الوضوء (وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت) (۵) تحیۃ المسجد (مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت) (۶) نماز تہجد (اس کا افضل وقت سو کر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر شب ہے)

(۷) صلوٰۃ التسبیح: اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں معمول کے مطابق سورۂ فاتحہ اور سورت ملانے کے بعد رکوع میں جانے سے پہلے ۱۵/مرتبہ ”سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ

لِـلّٰـهِ وَلاَ اِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ'' پڑھیں۔اس کے بعد رکوع میں مقررہ تسبیح (سبحان ربی العظیم) پڑھنے کے بعد یہی کلمات ۱۰؍مرتبہ پڑھیں، پھر ''سَمِعَ اللّٰـهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' اور ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کے بعد ۱۰؍مرتبہ، اس کے بعد پہلے سجدہ میں تسبیح کے بعد ۱۰؍مرتبہ، پھر جلسہ (دونوں سجدوں کے درمیان) میں ۱۰؍مرتبہ، پھر دوسرے سجدہ میں تسبیح کے بعد ۱۰؍مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر کھڑے ہونے سے پہلے جلسۂ استراحت میں ۱۰؍مرتبہ یہی کلمات پڑھیں۔اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ یہ کلمات پڑھے جائیں اور چار رکعت میں ۳۰۰ کا عدد پورا ہو جائے گا، یہ طریقہ مشہور روایات سے ثابت ہے۔

(۸) نماز استخارہ: جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پا رہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے۔استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں، یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر اور بھلائی کی دعا کرے۔ اور اس کا طریقہ پیغمبر علیہ السلام نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوْبِ، اَللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ، أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِیْ وَيَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِیْ أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِهٖ. (بخاری شریف)

دعا پڑھتے ہوئے جب هٰـذا الأمـر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کام کا دل میں دھیان

جمائے جس کے لئے استخارہ کررہا ہے یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کا ذکر کرے۔ دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد وثناء اور درود شریف بھی ملالے، اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جاسکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔

(۹) صلوٰۃ الحاجۃ: جب بھی کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو دو رکعت صلوٰۃ الحاجۃ کی نیت سے پڑھنا مستحب ہے، نماز کے بعد آہ وزاری سے دعا مانگی جائے۔

روزے سے متعلق ضروری باتیں

صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور جنسی خواہشات سے رک جانے کا نام روزہ ہے، ہر مسلمان عاقل بالغ مرد وعورت پر رمضان کے پورے مہینے کا روزہ فرض ہے، روزے کی فرضیت کا حکم ۲ھ میں آیا ہے، فرض روزے کی نیت ''بصوم غد نویت من شهر رمضان'' کے الفاظ سے کی جاسکتی ہے۔

سفر، عذر اور بیماری کی حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے؛ لیکن بعد میں قضا ضروری ہے، اگر اتنی کمزوری یا بڑھاپا ہے کہ کسی بھی طرح سے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں، تو فدیہ دینا ضروری ہے۔ عید الفطر، عید الاضحیٰ کے ایام اور ایام تشریق (۱۱-۱۲-۱۳/ ذی الحجہ) کے روزے حرام ہیں، اگر کسی کے ذمے روزے قضا تھے مگر اس کی وفات ہوگئی، تو اس کی طرف سے ان قضاء روزوں کا فدیہ دیا جانا ضروری ہے، فدیہ کی مقدار ہر روزے کے بدلہ تقریباً پونے دو کلو گیہوں یا ساڑھے تین کلو جو یا ان میں کسی ایک کی قیمت یا ان کی قیمت کے برابر کوئی دوسرا غلہ مثلاً چاول وغیرہ کسی غریب کو دینا ہے، جان بوجھ کر بلا عذر روزہ چھوڑنا بدترین گناہ ہے، اور ایسے شخص پر ایک روزہ کے بدلے ساٹھ روزے بلا ناغہ ترتیب سے رکھنے ضروری ہیں، روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ضروری ہے۔

روزے کے مستحبات

(۱) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔ (۲) کھجور یا چھوارے سے افطار کرنا اس کے بعد پانی کا درجہ ہے۔ (۳) جس چیز سے روزہ افطار کیا

جائے وہ طاق عدد ہو۔(۴) افطار کرتے ہوئے دعاء ماثورہ کا پڑھنا مثلاً: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔(۵) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھانا پینا، خواہ تھوڑا سا ہی ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو۔(۶) اتنی تاخیر نہ کرنا کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔(۷) زبان کو بیہودہ گوئی سے باز رکھنا، اور ہر طرح کے حرام افعال مثلاً غیبت اور چغلی کرنے سے بہرحال بچتے رہنا۔ (۸) رشتہ داروں، محتاجوں اور مسکینوں کو صدقات وخیرات سے نوازنا۔(۹) حصولِ علم میں مشغول رہنا، تلاوت کرنا، درود شریف پڑھنا، ذکر الٰہی میں رات دن لگے رہنا۔(۱۰) اور اعتکاف کرنا۔

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

(۱) جان بوجھ کر کھانا پینا یا مباشرت کرنا (۲) منہ بھر قے کرنا (۳) جان بوجھ کر کوئی چیز نگل جانا چاہے وہ کھانے کی چیز ہو یا نہ ہو (۴) کان یا ناک میں تیل ڈالنا (۵) روزہ یاد ہونے کی صورت میں کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا جانا (۶) منہ سے نکلا ہوا خون تھوک کے ساتھ نگل جانا (۷) دانتوں میں پھنسی ہوئی چیز کو نکال کر کھالینا (۸) حیض ونفاس کا آجانا۔

روزے کے مکروہات

(۱) گوند چبانا یا اور کوئی چیز منہ میں ڈالے رکھنا۔(۲) کوئی چیز چکھنا۔(۳) کلی یا ناک میں پانی ڈالنے سے احتیاط نہ کرنا (۴) منہ میں تھوک جمع کرنا (۵) غیبت کرنا (۶) جھوٹ بولنا (۷) گالم گلوچ کرنا (۸) بے قراری اور گھبراہٹ کا اظہار کرنا (۹) منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنا (۱۰) ناپاکی کی حالت میں غسل کرنے میں دیر کرنا (۱۱) بوسہ لینا۔

جن چیزوں سے روزہ مکروہ نہیں ہوتا

(۱) سر، داڑھی اور بدن پر تیل لگانا (۲) آنکھ میں سرمہ لگانا یا دوا ڈالنا (۳) عطر لگانا یا پھول سونگھنا (۴) ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے غسل کرنا (۵) خود بخود قے ہوجانا (۶) حلق

میں گرد وغبار یا بلاقصد دھواں یا مکھی وغیرہ کا چلا جانا (۷) سونے کی حالت میں احتلام ہو جانا (۸) بھولے سے کھانا پینا (۹) انجکشن لگوانا (بشرطیکہ انجکشن سے دوا براہِ راست دماغ یا معدہ تک نہ پہنچے)

نفل روزے

نفل روزے یہ ہیں: (۱) شوال کے چھ روزے (۲) ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے ۹/روزے (۳) یوم عرفہ (۹/ذی الحجہ) کا روزہ (۴) عاشوراہ (۱۰/محرم) کا روزہ (اس کے ساتھ ۹/ یا ۱۱/محرم کا روزہ ملانے کا حکم ہے) (۵) پندرہویں شعبان کا روزہ (۶) ایام بیض (ہر قمری مہینے کی ۱۳-۱۴ اور ۱۵ ویں تاریخوں) کا روزہ (۷) پیر اور جمعرات کا روزہ (۸) جمعہ کے دن کا روزہ۔

نفلی روزے کی قضا واجب ہے، اگر کسی نے روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس کی قضا واجب ہوگی۔

اعتکاف

بیسویں رمضان کو غروب آفتاب سے ذرا سا پہلے سے لے کر عید کا چاند نکلنے تک مسجد میں ٹھہرنا اعتکاف ہے، اعتکاف فرضِ کفایہ ہے، یعنی پورے محلے سے کم سے کم ایک آدمی کا مسجد میں اعتکاف ضروری ہے، اگر کسی نے اعتکاف نہ کیا تو سب گنہگار ہوں گے، اعتکاف کی حالت میں بغیر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے مسجد سے باہر نکلنا منع ہے۔ راجح قول کے مطابق رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں سے کوئی ایک رات شب قدر ہوتی ہے، جسے ہزار مہینوں سے افضل بتایا گیا ہے، اور جس میں قرآن کا نزول شروع ہوا تھا، ہر روزے دار کو اور بطورِ خاص معتکف کو اس رات دعا وعبادت کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

❒❖❒

زکوٰۃ وغیرہ سے متعلق ضروری باتیں

زکوٰۃ سے مراد وہ مال ہے جو صاحب نصاب اپنی بچی ہوئی کل آمدنی کا چالیسواں حصہ (ڈھائی فیصد) اپنے مال میں سے نکال کر غریب یا مستحق کو مالک بنائے۔ زکوٰۃ کا مقصد محتاج و مستحق افراد کی مدد اور آمدنی کو پاکیزہ کرنا ہے، سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، زکوٰۃ ہر آزاد، مسلمان، عقل مند، بالغ پر فرض ہے، نصاب پر پورا ایک سال گذر جائے تو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہو جاتا ہے، سونے چاندی، نقد رقم اور تمام جائز مال تجارت میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، جو لوگ صاحب نصاب ہونے کے باوجود زکوٰۃ نہیں ادا کرتے وہ فاسق وفاجر اور سخت گنہگار ہیں۔

زکوٰۃ واجب ہونے کے شرائط

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے پانچ شرطیں ہیں: (۱) مال بقدر نصاب ہونا (نصاب کی تفصیل آگے ہے) (۲) ملکیت تام ہونا (لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سر دست اس کی زکوٰۃ کا مطالبہ نہیں ہے) (۳) نصاب ضرورتِ اصلی سے زائد ہونا (استعمالی ساز وسامان پر زکوٰۃ نہیں ہے) (۴) نصاب قرض سے خالی ہو (یعنی قرض کی رقم منہا کر کے نصاب مکمل مانا جائے) (۵) مال نامی ہو (یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو، خواہ وہ اپنی خلقت کے اعتبار سے ہو جیسے سونا چاندی یا عملی اعتبار سے ہو جیسے مالِ تجارت مویشی وغیرہ)

صاحب نصاب

وہ کہلاتا ہے جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا (جس کا وزن گراموں کے اعتبار

سے ۸رتولہ ۷رگرام ۴۸۰رملی گرام ہوتا ہے) یا ساڑھے باون تولہ چاندی (جس کا وزن گراموں کے اعتبار سے ۶۱۲رتولہ ۲رگرام ۳۶۰رملی گرام ہوتا ہے) یا اس کے برابر قیمت ہے، جو اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو اور اس پر ایک سال گذر جائے۔

سونا اور چاندی دونوں کے زیورات ملکیت میں ہوں؛ لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہو تو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی، اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ (مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہو گیا ہے، اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور چند تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی؛ لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوگی)

زکوٰۃ وصدقات کی رقم کے اصل مستحق وہ لوگ ہیں جو صاحب نصاب نہ ہوں، اور ضرورت مند بھی ہوں، زکوٰۃ ایک بارگی خرچ کرنی ضروری نہیں ہے، حسب ضرورت مستحقین پر خرچ کی جاسکتی ہے، اپنے قرابت دار مثلاً بھائی بہن، بھتیجے، بھتیجی، بھانجے بھانجیاں، چچا پھوپھی، خالہ ماموں، ساس سسر، داماد وغیرہ، نیز غریب پڑوسی، نادار طلبہ مدارس وغیرہ کو زکوٰۃ دینا افضل ہے؛ البتہ سات لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے: (۱) مال دار (۲) سید (۳) ماں باپ، دادا دادی وغیرہ اوپر تک، (جن کو اصول کہا جاتا ہے) (۴) بیٹا بیٹی، پوتا پوتی، نواسا نواسی وغیرہ نیچے تک (جن کو فروع کہا جاتا ہے) (۵) شوہر بیوی کو اور بیوی شوہر کو (۶) کافر (۷) مال دار کی نابالغ اولاد۔

اسی طرح جن چیزوں میں کسی کو مستقل مال کا مالک نہ بنایا جائے ان میں زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنی جائز نہیں ہے، جیسے مساجد کی تعمیر، میت کا کفن یا قرض وغیرہ۔

صدقۂ فطر

رمضان کے ختم پر عید کی نماز سے قبل اللہ نے ایک متعین مقدار غریبوں پر خرچ کرنے

کا حکم دیا ہے، وہ صدقہ فطر ہے، ہر مسلمان مال دار بالغ ونابالغ مرد وعورت پر صدقہ فطر واجب ہے، مگر اس کے لئے سال گذرنا ضروری نہیں ہے، صدقہ فطر عید کے دن صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے، صدقہ فطر نماز عید سے قبل ادا کر دینا افضل ہے، ورنہ بعد میں کبھی بھی ادا کیا جا سکتا ہے، رمضان میں ادا کر دیا جائے تو بھی ادا ہو جائے گا، ہر باپ پر اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے، جن پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ زکوٰۃ وصدقہ نہیں لے سکتے، اور جن کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کو صدقہ فطر دینا بھی جائز ہے۔

صدقہ فطر کی مقدار ایک صاع (۳؍کلو ڈیڑھ سو گرام) کھجور یا جو یا کشمش یا نصف صاع گیہوں ہے، نصف صاع کی مقدار ایک کلو ۵۷۴؍گرام ۶۴۰؍ملی گرام ہے، اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے، آج کل نصف صاع کے اعتبار سے صدقہ فطر کی مقدار بہت معمولی ہوتی ہے، اس لئے اہل ثروت کے لئے بہتر یہ ہے کہ نصف صاع گیہوں کے بجائے ایک صاع کھجور یا کشمش کا حساب لگا کر صدقہ فطر ادا کریں۔

قربانی

قربانی بہت عظیم عبادت، اللہ کو بے حد محبوب اور حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار ہے، ہر اس شخص پر قربانی واجب ہے جو آزاد ہو، مسلمان ہو، ایام قربانی میں مقیم ہو، ایام قربانی میں بقدر نصاب مال کا مالک ہو، قربانی کے وجوب میں مال پر سال گذرنا ضروری نہیں ہے۔

قربانی کے ایام تین ہیں: ۱۰-۱۱-۱۲؍ذی الحجہ، اس سے پہلے یا بعد میں قربانی معتبر نہیں ہے، سب سے افضل ۱۰؍ذی الحجہ کی قربانی ہے، قربانی کا اصل وقت ۱۰؍ذی الحجہ کی صبح صادق سے ۱۲؍ذی الحجہ کو غروب تک رہتا ہے، جن آبادیوں میں عید کی نماز ہوتی ہے وہاں نماز کے بعد ہی قربانی درست ہوگی، اور جہاں نماز جائز نہ ہو جیسے چھوٹا گاؤں، وہاں صبح صادق کے بعد فوراً قربانی درست ہے۔

جن جانوروں کی قربانی درست ہے وہ یہ ہیں: (۱) بکری (اس حکم میں پالتو بھیڑ، مینڈھا بھی ہے)(۲)اونٹ (۳) گائے (اسی حکم میں بھینس اور کٹرا بھی ہے)

قربانی کے جانور کی عمر

بکرا اور بکری (ایک سال مکمل ہو چکا ہو) گائے بھینس کٹرا (دو سال مکمل ہو چکا ہو) اونٹ (۵/سال مکمل ہو چکا ہو) بکرا اور بکری صرف ایک حصے کی طرف سے کافی ہوتے ہیں، جب کہ اونٹ گائے ،بھینس اور کٹرے میں سات حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

افضل یہ ہے کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کیئے جائیں: (۱) ایک حصہ غرباء میں تقسیم کر دیا جائے (۲) دوسرا حصہ احباب اور رشتہ داروں کو دیا جائے (۳) تیسرا حصہ خود اپنے استعمال میں لایا جائے ،قربانی کا گوشت غیر مسلم کو بھی دیا جا سکتا ہے،قصاب کی اجرت گوشت یا کھال سے دینی جائز نہیں ہے، جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کے لئے ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہونے کے بعد سے قربانی ہو جانے تک بدن کے بال اور ناخن وغیرہ نہ کاٹنا افضل ہے۔

حج سے متعلق ضروری باتیں

حج اسلام کا پانچواں رکن ہے، یہ ان افعال (طواف، سعی، وقوف منیٰ وعرفہ ومزدلفہ وغیرہ) کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھ کر خاص اوقات میں انجام دئے جاتے ہیں، صاحب استطاعت شخص پر زندگی میں ایک بار حج فرض ہے، اس کے علاوہ باقی سارے حج نفلی ہوں گے۔ حج کی عبادت ماہِ ذی الحجہ میں ادا ہوتی ہے، مرد کی طرح عورت پر بھی حج فرض ہے، بشرطیکہ اس کے ساتھ محرم ہو۔

حج کے واجب ہونے کے شرائط

حج کے واجب ہونے کے شرائط ۷/ ہیں: (۱) مسلمان ہونا؛ لہٰذا جو شخص علانیہ کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں۔ (۲) حج کی فرضیت کا علم ہونا؛ خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو، حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دارالاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا۔ (۳) بالغ ہونا؛ لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مال اور استطاعت والا ہو۔ (۴) عاقل ہونا؛ لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں۔ (۵) آزاد ہونا؛ لہٰذا غلام پر نہ تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا۔ (۶) حج کے سفر پر قادر ہونا؛ یعنی بدنی طاقت، سواری اور توشہ کا ہونا، اگر یہ استطاعت نہیں ہے تو حج واجب نہیں۔ (۷) حج کا وقت ہونا: یعنی حج کے مہینوں: شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں ہونا جس میں سفر کرکے وہ حج کر سکے۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض ۳؍ ہیں: (۱) احرام باندھنا (۲) ۹؍ذی الحجہ کو زوال کے وقت سے ۱۰؍ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفات میں کسی وقت قیام کرنا (۳) طوافِ زیارت کرنا۔

حج کے واجبات

واجباتِ حج چھ ہیں: (۱) وقوفِ مزدلفہ (جس کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوعِ آفتاب کے درمیان ہے) (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا (۳) رمی جمار کرنا (۴) قارن و متمتع کو دم شکر دینا (۵) حلق یا قصر کرانا (۶) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔

حج کی قسمیں

حج کی قسمیں ۳؍ ہیں:

(۱) **حج افراد**: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، اور ارکانِ حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، اور حج کے بعد عمرہ کرنے سے افراد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(۲) **حج تمتع**: اس میں آفاقی (باہر سے آنے والا) شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔

(۳) **حج قران**: اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکماً عمرہ و حج کے احرام کی نیت کرے اور مکہ معظّمہ آ کر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے، اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔

ان میں افضل حج قران ہے، پھر حج تمتع، پھر حج افراد ہے، سہولت حج تمتع میں ہے۔

احرام کے واجبات

احرام میں تین چیزیں واجب ہیں: (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) ممنوعات احرام سے بچنا۔ (۳) (مردوں کے لئے) سلے ہوئے کپڑوں کو اتار دینا۔

تلبیہ

حج میں تلبیہ (لبیک پڑھنا) وہی مقام رکھتا ہے جو نماز میں تکبیر تحریمہ کا ہے، احرام کی سنتوں میں سے ایک سنت تلبیہ کا برابر ورد رکھنا ہے، مردوں کے لئے تلبیہ بآواز بلند پڑھنا سنت ہے، تلبیہ کے الفاظ یہ ہیں: **لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ، لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ، اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ۔**

عمرہ

عمرہ صاحب استطاعت شخص کے لئے زندگی میں ایک بار سنت مؤکدہ ہے، رمضان کے عمرے کا ثواب حج کے برابر ہے، عمرہ کا وقت حج کے پانچ ایام کے علاوہ پورا سال ہے۔

عمرہ کے فرائض یہ ہیں: (۱) احرام (۲) بیت اللہ کا طواف (باوضو طواف کرنا اور طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے) (۳) صفا مروہ کی سعی کرنا (سعی کے بعد بال کتروانا یا کٹوانا واجب ہے)

گناہ

گناہ اللہ کے حکم کی نافرمانی اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں کے ارتکاب کو کہتے ہیں، قرآن وحدیث میں گناہوں کی لمبی فہرست ہے، ہر گناہ سے رکنا انسان کے ذمے فرض ہے، اگر غلطی سے گناہ ہو جائے تو اس کا علاج سچی توبہ ہے، توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ گناہ چھوڑ کر انسان اپنے گناہ پر شرمندہ ہو اور خدا سے معافی کا طلب گار رہے، اور دل میں پختہ عزم کرے کہ اب گناہ نہیں کرے گا۔ چند بڑے اور مہلک گناہ یہ ہیں:

(۱) شرک وکفر:- اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرنا اور اللہ کا انکار کرنا، دونوں سب سے بدتر گناہ اور سنگین جرم ہیں، قرآن میں صراحت ہے کہ اللہ کفر اور شرک کے گناہ کو معاف نہیں فرمائے گا۔

(۲) بدعت:- بدعت وہ چیز ہے جس کی اصل شریعت میں ثابت نہ ہو، یعنی وہ کام نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو، نہ صحابہ نے، نہ تابعین نے، نہ تبع تابعین نے، نہ اس کا ثبوت قرآن وحدیث میں ملے، اور اس کو دین سمجھ کر اختیار کیا جائے، اور اس کے نہ کرنے والے کو ملامت کی جائے، احادیث میں بدعت کو مردود اور گمراہی بتایا گیا ہے، قبر پر سجدہ، عرس، چراغاں وغیرہ بدعت کی مثالیں ہیں۔

(۳) قتل ناحق:- کسی کو ناحق قتل کرنا بدترین کبیرہ گناہ ہے، قرآن میں قاتل کو جہنمی بتایا گیا ہے، بطور خاص اولاد کو قتل کرنا اور بڑا جرم ہے۔

(۴) والدین کی نافرمانی:- احادیث میں آتا ہے کہ باپ جنت کا دروازہ ہے اور ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے، اس لئے ان کی نافرمانی اور ایذا رسانی بڑا جرم ہے، جو

انسان کومحروم اور بد بخت و جہنمی بنا دیتا ہے۔

(۵) جھوٹ :- جھوٹ بولنا، جھوٹی قسم کھانا، جھوٹی گواہی دینا، جھوٹا مذاق کرنا، سب گناہ ہے اور انسان کو برباد کرنے والی چیز ہے۔

(٦) غیبت :- کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت ہے، قرآن میں غیبت کرنے والے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے والا کہا گیا ہے، اور احادیث میں غیبت کو زنا سے بھی بدتر بتایا گیا ہے، غیبت کرنے والے کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک وہ شخص معاف نہ کردے، جس کی غیبت کی گئی ہے۔

(۷) چغلی :- دوسرے کی بات نقصان پہنچانے اور لڑانے کی نیت سے نقل کرنا چغلی ہے، احادیث میں ایسے شخص کو جہنمی بتایا گیا ہے۔

(۸) بدگمانی :- کسی کے بارے میں غلط خیال رکھنا اور شک کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس سے اختلاف، لڑائی اور کینہ کا دروازہ کھلتا ہے۔

(۹) زنا :- بدکاری کرنا بہت خطرناک گناہ ہے، اس سے ایمان کا نور جاتا رہتا ہے۔

(۱۰) حرام خوری :- اس میں بہت سارے گناہ آ جاتے ہیں:

الف: سود بدترین گناہ ہے جسے اپنی ماں کے ساتھ زنا سے بڑا جرم بتایا گیا ہے۔

ب: رشوت خطرناک جرم ہے جسے لعنت کا عمل اور رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں کو جہنمی بتایا گیا ہے۔

ج: خیانت: کسی کی امانت اصل شکل میں واپس نہ کرنا، یہ نفاق کی علامت ہے۔

د: غصب: کسی کی زمین یا جائیداد یا رقم ہڑپ لینا اپنے آپ کو جہنم کا طوق پہنانا ہے۔

ہ: ناپ تول میں کمی کرنا اور ڈنڈی مارنا۔

و: چوری کرنا اور ڈاکہ ڈالنا۔

(۱۱) بدگوئی :- کسی کو برا بھلا کہنا، برے نام سے پکارنا، چڑانا، زبان سے تکلیف

دینا، لعن طعن کرنا، عار دلانا، گالی بکنا، جھوٹا فخر کرنا سب کبیرہ گناہ ہیں۔

(۱۲) تکبر:- اکڑ اور گھمنڈ شیطانی عمل ہے، جو انسان کو ذلیل کر ڈالتا ہے، تکبر انسان کو حق کے انکار اور دوسروں کی تحقیر کے راستے پر لے جاتا ہے۔

(۱۳) ایذا رسانی:- کسی بھی طرح ناحق دوسرے کو تکلیف پہنچانا خطرناک جرم اور گناہ ہے۔

(۱۴) وعدہ خلافی:- عہد اور وعدہ توڑنا اور مخالفت کرنا، نفاق کی پہچان ہے۔

(۱۵) ظلم:- دوسروں پر ظلم و ستم کرنا گناہِ کبیرہ ہے، احادیث میں اسے تاریکی اور محرومی بتایا گیا ہے۔

(۱۶) ریا کاری:- اللہ کی رضا کے بجائے دکھاوے کے لئے کوئی نیک کام کرنا، یہ بھی خطرناک گناہ ہے۔

❐❖❐

حقوق

حقوق سے مراد بنیادی ذمہ داریاں ہیں، اسلام میں حقوق کی دوقسمیں ہیں: (۱) حقوق اللہ (۲) حقوق العباد۔

حقوق اللہ

اس سے مراد وہ حقوق ہیں جو اللہ کی طرف سے بندوں پر ڈالے گئے ہیں، حقوق اللہ کی تفصیل بہت طویل ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دین کے پانچوں شعبوں (عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق) میں اللہ کی تعلیم فرمائی ہوئی ہدایات کی روشنی میں عمل کیا جائے، اور ہر طرح کی نافرمانی سے بچا جائے، اللہ کا سب سے بڑا حق ہر بندے کے ذمہ ''توحید اختیار کرنا اور ہر شرک و بدعقیدگی سے بچنا'' ہے، اس کے بغیر نجات ممکن نہیں۔

حقوق العباد

وہ حقوق ہیں جن کا تعلق بندوں سے ہے، اللہ اپنے حقوق تو معاف کرسکتا ہے؛ لیکن بندوں کے حقوق کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جب تک بندہ معاف نہ کرے اس وقت تک اللہ معاف نہیں فرمائے گا۔ حقوق العباد کی ادائیگی میں جو چیزیں مددگار ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) عدل ومساوات (۲) حلال روزی کا اہتمام اور حرام خوری سے بچنا (۳) حسن اخلاق (۴) خدمت خلق (۵) پابندیٔ عہد (۶) صبر وضبط (۷) احساسِ ذمہ داری۔

حقوق العباد میں چند اہم حقوق درج ذیل ہیں:

(۱) والدین کے حقوق:- یہ حقوق العباد میں سب سے اہم ہیں، والدین کے حقوق

میں ان کا احترام، ان کے ساتھ حسن سلوک، جائز کاموں میں ان کے حکم میں اطاعت، ان کی خدمت، ان کی ضروریات کا خیال، ان سے محبت اور ان کی وفات کے بعد ان کے لئے دعائے مغفرت، ان کی جائز وصیت کی تنفیذ، ان کی قبر کی زیارت، ان کے اہل تعلق احباب سے حسن سلوک، ان کے لئے ایصالِ ثواب، ان کی طرف سے صدقہ وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) اولاد کے حقوق:- والدین کے ذمہ اولاد کے بہت سے حقوق ہیں، ان میں اولاد کی حفاظت، پرورش، محبت وشفقت، خبر گیری، ان کے درمیان تفریق نہ کرنا؛ بلکہ مساوات وبرابری رکھنا، رزق حلال سے ان کی پرورش، ان کو اچھی تعلیم دلانا، ان کی اخلاقی تربیت، ان کا اچھا نام رکھنا، ان میں حلال وحرام کا شعور پیدا کرنا، ان کو عبادات کا عادی بنانا، ان کے لئے اللہ سے خیر کی دعا کرنا، بالغ ہونے کے بعد ان کا مناسب رشتہ کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) زوجین کے حقوق:- بیوی کے ذمے شوہر کے بنیادی حقوق یہ ہیں: (۱) شوہر کی اطاعت (۲) شوہر کو خوش رکھنے کی فکر کرنا (۳) شوہر کی قدر دانی، احسان مندی اور شکر گذاری (۴) شوہر کی خدمت (۵) شوہر کے گھر اور مال کی حفاظت (۶) اپنی آبرو کی حفاظت (۷) شوہر سے محبت (۸) سلیقہ مندی، صفائی اور شوہر کے لئے زیب وزینت اختیار کرنا۔

شوہر کے ذمے بیوی کے بنیادی حقوق یہ ہیں: (۱) حسن سلوک (اچھا برتاؤ) (۲) کوتاہیوں سے درگذر (۳) دل جوئی اور محبت (۴) تعلیم وتربیت (۵) فراخی کے ساتھ بیوی کے (نفقہ) خرچ کا انتظام (۶) ایک سے زائد بیویاں ہوں تو عدل وانصاف اور مساوات (۷) اچھی ہیئت اختیار کرنا (۸) بیوی کا حق مہر ادا کرنا۔

(۴) رشتہ داروں کے حقوق:- ان کا خلاصہ یہ ہے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، ان کی خبر گیری کی جائے، اور ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کیا جائے، شریعت میں اسے ''صلہ رحمی'' کہا جاتا ہے، اور اس عمل کو رزق میں وسعت اور عمر میں برکت کا باعث بتایا گیا ہے۔

(۵) پڑوسیوں کے حقوق:- اسلام میں پڑوسی کے تعلق سے بڑی تاکید آئی ہے، روایات میں آتا ہے کہ جو خود شکم سیر ہو اور پڑوسی بھوکا رہے وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا، اور یہ بھی فرمایا گیا کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں ہے خدا کی قسم وہ مؤمن نہیں ہے، پڑوسی کے حقوق میں اس کے ساتھ حسن سلوک، اس کی خبر گیری، اس کی ہمدردی، اس کو کسی بھی طرح تکلیف نہ پہنچانا (مثلاً اس کے گھر کے آگے گندگی نہ پھیلانا، ایسا شور نہ کرنا جس سے اسے اذیت ہو، وغیرہ) سب داخل ہیں۔

اسلامی آداب

اسلامی آداب کا دائرہ بہت وسیع ہے، ان میں چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں:

کھانے کے آداب

(۱) ہاتھ دھونا (۲) بسم اللہ اور دعا ''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ'' پڑھنا (۳) اپنے سامنے سے کھانا (۴) کھانے کی برائی نہ کرنا (اچھا لگے تو کھائے ورنہ چھوڑ دے) (۵) دائیں ہاتھ سے کھانا (۶) ٹیک لگا کر نہ کھانا (۷) آہستہ آہستہ کھانا (۸) لقمہ چبا کر کھانا (۹) کھاتے وقت منہ سے آواز نہ نکالنا (۱۰) اللہ کا شکر ادا کرنا (۱۱) کھانے کے بعد انگلی چاٹنا (۱۲) کھانے کے بعد دعا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ'' پڑھنا (۱۳) بیٹھ کر کھانا (کھڑے ہو کر یا چلتے ہوئے کھانا، شریعت میں ممنوع اور مضر صحت ہے)

پینے کے آداب

(۱) بسم اللہ پڑھنا (۲) بیٹھ کر پینا (۳) تین سانس میں پینا (۴) پانی دیکھ کر پینا (۵) پینے کے بعد ''الحمد للہ'' کہنا اور اللہ کا شکر ادا کرنا۔

سلام کے آداب

(۱) سلام کو عام کرنا (ہر ملنے والے کو ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' سے سلام کرنا، یہ سنت ہے) (۲) سلام کا جواب (وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ سے) دینا (سلام کا جواب واجب ہے) (۳) غیر مسلموں سے سلام میں ابتداء نہ کرنا (۴) سلام کئے بغیر بات شروع نہ کرنا (۵) کھڑے ہوئے شخص کا بیٹھے ہوئے کو، چلنے والے کا کھڑے ہوئے کو، سوار آدمی کا پیدل چلنے والے کو، تھوڑے آدمیوں کا زیادہ کو، چھوٹے کا بڑے کو سلام کرنا۔

پردہ کے احکام

ستر

انسان کے جسم کا وہ حصہ جسے ''ستر'' کہا جاتا ہے، اسے چھپانا ابتداء ہی سے فرض ہے، اور یہ شرعی ذمہ داری ہونے کے ساتھ ساتھ عقلی اور طبعی ذمہ داری بھی ہے، اور یہ فرض تمام انبیاء اور پیغمبروں کی شریعت میں رہا ہے؛ بلکہ ایمان کے بعد انسان پر عائد ہونے والا سب سے بڑا فرض ''سترعورت'' ہی ہے، اور نماز جیسی عظیم عبادت بھی اس کے بغیر درست نہیں ہوتی، مرد وعورت دونوں اس حکم کے پابند ہیں، جلوت وخلوت دونوں حالتوں میں اس کی پابندی لازمی ہے، فقہی تفصیل کے مطابق مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے (احناف کے نزدیک ناف ستر میں داخل نہیں ہے، جب کہ گھٹنہ ستر میں داخل ہے) باندیوں کا ستر ناف سے لے کر گھٹنے تک ہے، اور پیٹ، پیٹھ اور پہلو بھی ستر ہے۔ آزاد عورت کا ستر چہرہ، ہتھیلیوں اور پیروں کے سوا پورا جسم ہے۔ لہٰذا:

(۱) مرد کے لئے ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک بیوی کے سوا تمام مردوں اور عورتوں سے جسم چھپانا فرض ہے۔

(۲) عورت کو دوسری عورت کے سامنے ناف سے گھٹنے تک بدن کھولنا جائز نہیں ہے۔

(۳) عورت کے لئے اپنے شرعی محرم کے سامنے ناف سے گھٹنے تک اور کمر اور پیٹ کھولنا حرام ہے؛ البتہ سر، چہرہ، بازو اور پنڈلی کھولنا حرام نہیں ہے۔

شرعی محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے عمر بھر کسی طرح نکاح صحیح کا امکان نہ ہو، جیسے بیٹا، باپ، سگا یا باپ شریک یا ماں شریک بھائی یا اس کی اولاد وغیرہ۔

(۴) محرم عورت کے لئے نامحرم کے سامنے پورا جسم چھپانا ضروری ہے، سخت مجبوری ہو تو چہرہ، ہتھیلیاں اور پیر (ٹخنے کے نیچے تک) کھولنے کی اجازت ہے۔

پردہ اور اس کے درجات

ستر عورت کے فرض کے علاوہ شریعت میں دوسرا فرض حجاب اور پردے کا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں سے پردہ کریں، یہ فرض جملہ تفصیلات کے ساتھ ۵ھ میں نازل ہوا ہے، پردے سے متعلق قرآنِ کریم کی سات آیات اور حضور اکرم ﷺ کی ستر سے زائد روایات کی روشنی میں پردے کے تین درجات واضح ہوتے ہیں۔

(۱) پردے کا پہلا درجہ یہ ہے کہ عورتیں گھروں میں رہیں، قرآن میں حکم ہے:
﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ. (الاحزاب: ۳۳)﴾ اپنے گھروں میں رہو۔

(۲) چوں کہ بارہا ضرورت کی وجہ سے عورتوں کا گھر سے نکلنا ناگزیر ہو جاتا ہے، ایسے مواقع کے لئے پردے کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ عورت سر سے لے کر پیر تک لمبا برقع یا چادر اوڑھے، جس میں جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ ہو، صرف ایک آنکھ کھلی رہے، جس سے راستہ نظر آئے، باقی پورا جسم مع چہرہ چھپا رہے۔ قرآن میں: يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ. (الاحزاب: ۵۹) جلباب (لمبی چادر) استعمال کرنے کا جو حکم آیا ہے اس کی یہی مراد ہے،

(۳) پردے میں چہرے کا حکم: ضرورت کے پیش نظر عورت گھر سے باہر نکلے تو سارا جسم پردے میں رہنا ضروری ہے، اور صحیح قول کے مطابق چہرے کا پردہ بھی ضروی ہے، چہرہ کا کھلا رکھنا درست نہیں۔

پردے کی شرطیں

یہ ہیں: (۱) عورت اپنا پورا جسم مع چہرہ پردے میں رکھے (۲) نقاب سے زینت کا اظہار نہیں؛ بلکہ پردہ مقصود ہو (۳) نقاب باریک نہ ہو؛ بلکہ دبیز ہو (۴) نقاب تنگ نہ ہو:

بلکہ کشادہ ہو (۵) خوشبو نہ لگا رکھی ہو (۶) مردوں جیسا لباس نہ ہو (۷) غیر مسلم عورتوں کی پوشاک سے مشابہت نہ ہو (۸) اس سے ریا اور نمائش مقصود نہ ہو۔

شرعی لباس

خواتین کے لئے شرعی لباس کی شرطیں یہ ہیں:

(۱) ساتر ہونا:- عورت کا لباس ایسا ہونا ضروری ہے جو اس کے پورے جسم کو چھپالے، واضح رہے کہ عورت کی ذمہ داری میں اپنے چہرے کا پردہ بھی ہے۔

(۲) باریک نہ ہونا:- عورت کا لباس اتنا دبیز ہونا ضروری ہے کہ جسم نہ جھلکے، باریک لباس ستر اور پردے کے بجائے فتنہ اور شہوانیت کی راہ پر لے جاتا ہے، اسی لئے ایک حدیث میں ایسے باریک لباس پہننے والی خواتین کو ملعون اور جنت سے محروم بتایا گیا ہے۔

(۳) ہیجان انگیز نہ ہونا:- شریعت کی تلقین یہ ہے کہ عورت ایسا لباس زیب تن کرے جو پردے اور ستر کا مقصد پورا کرے، اعتدال کے ساتھ زینت اختیار کی جانی چاہئے، لباس سادہ ہونا چاہئے، ایسا لباس جو اس قدر شوخ ہو کہ وہ ہیجان انگیز بن جائے، فتنہ کا باعث ہوجائے، مردوں کے لئے مرکز توجہ بن جائے، سختی کے ساتھ ممنوع ہے، اور ایسے لباس پر اسلام نے بندش لگائی ہے۔

(۴) مردوں کے لباس سے مشابہت نہ ہونا:- مردوں کے لباس کی مشابہت سے خواتین کو سختی سے منع فرمایا گیا ہے، احادیث میں اس کی صراحت آئی ہے۔

(۵) خوشبو والا لباس پہن کر نکلنا:- عورت کے لئے خوشبو دار لباس زیب تن کر کے باہر نکلنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، احادیث میں جگہ جگہ اس کی صراحت فرمائی گئی ہے۔

(۶) تنگ لباس نہ پہننا:- ایسا تنگ لباس جو جسمانی ساخت ظاہر کرتا ہو ممنوع ہے، لباس کی مقصدیت اس سے فوت ہوجاتی ہے، اور غیرت وحیا کی قدریں اس سے پامال

ہوجاتی ہیں، احادیث میں ”مائلات ممیلات“ (دوسروں کی طرف رجھنے والی اور اپنے جسم ولباس اورحرکت وادا کے ذریعہ دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتوں) پر واضح الفاظ میں لعنت بھیجی گئی ہے۔ آج معاشرے میں خواتین نے جسمانی ساخت کا خوب خوب اظہار کرنے والے لباس کا جو چلن اپنا رکھا ہے وہ سراسر غیر شرعی ہے، غیر اخلاقی ہے اور معاشرے کو انحراف کے کھڈ میں گرانے والے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

❐❖❐

ہندوستان کی مسلم حکومتیں

ہندوستان

ہمارا ملک جس کو عربی میں ''الہند'' انگریزی میں ''انڈیا'' ہندی میں ''بھارت'' اور فارسی واردو میں ''ہندوستان'' کہا جاتا ہے، ہزار ہا ہزار سال سے آباد ہے؛ بلکہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ جب سے یہ دنیا آباد ہے روئے زمین پر اس ملک کا وجود ہے، پہلے یہ ملک بہت وسیع وعریض تھا، اور موجودہ ''پاکستان، بنگلہ دیش، برما'' اسی طرح افغانستان کے کچھ حصے اس میں شامل تھے، ۱۹۳۷ء میں برما الگ ہوا اور ۱۹۴۷ء میں پاکستان بنا جو مشرقی ومغربی دو حصوں پر مشتمل تھا، ۱۹۷۱ء میں پاکستان کا مشرقی حصہ بنگلہ دیش کے نام سے الگ ملک بنا، موجودہ ہندوستان کا پورا رقبہ 3287263 / مربع کلومیٹر ہے۔

ہندوستان کے مذاہب

ہندوستان میں مختلف مذاہب کا رواج رہا، یہاں کا سب سے قدیم مذہب ''ہندومت'' ہے، اس کے علاوہ ''بدھ مت، جین مت، سکھ ازم'' بھی یہاں کے مذاہب رہے، ہندوستان میں اسلام کی آمد عرب تاجروں کے ذریعہ سے ہوئی، تاریخ سے ۱۷/ صحابہ اور ۴۴/ تابعین کا ہندوستان آنا ثابت ہے۔

ہندوستان میں مسلمانوں کی فاتحانہ آمد

۶۳۶ء مطابق ۱۵ھ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں عمان وبحرین کے گورنر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے حکم پر ان کے بھائی

حضرت حکم بن ابی العاص ثقفی کے زیر قیادت مسلمانوں کی پہلی فوج ممبئی کے قریب تھانے کے علاقے میں، اس کے بعد گجرات کے بھڑوچ اور کاٹھیا واڑ کے علاقے میں سمندری و دریائی راستے سے حملہ آور ہوئی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دور میں سندھ کی طرف اسلامی فوج نے پیش قدمی کی اور سندھ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، اس وقت سندھ کا خطہ جنوب میں بحیرۂ عرب و گجرات اور شمال میں جنوبی پنجاب اور مشرقی مالدہ اور جنوب میں مکران تک کے علاقوں پر مشتمل سمجھا جاتا تھا۔ ۴۴ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں مہلب بن ابی صفرہ سندھ کے گورنر بنائے گئے اور انہوں نے ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔

مسلمانوں کی پہلی حکومت

ہندوستان پر مسلمانوں کی باضابطہ حکومت پہلی بار خلافت بنی امیہ کے دور میں ولید بن عبدالملک کے زمانے میں ۹۳ھ مطابق ۷۱۳ء میں حاکم عراق حجاج بن یوسف کے حکم پر اس کے بھتیجے اور داماد محمد بن قاسم ثقفی کے سندھ پر حملے و قبضے کے بعد قائم ہوئی، اس خطے میں بغاوت بھی پھیل گئی تھی اور مکران کے مسلم گورنر کا قتل بھی ہو گیا تھا، سندھ کا راجہ داہر ظلم و ستم کر رہا تھا، محمد بن قاسم نے سترہ سال کی عمر میں اپنی فوج کے ساتھ سندھ پر حملہ کیا، راجہ داہر کو شکست ہوئی اور وہ مارا گیا، سندھ میں اسلامی حکومت قائم ہوئی اور لاکھوں کی تعداد میں ہندوؤں بطور خاص جاٹوں نے اسلام قبول کیا۔

غزنوی خاندان

محمد بن قاسم کے حملے کے بعد ۳۰۰ رسال تک سندھ اور ملتان پر عربوں کی حکومت رہی، اس کے بعد افغانستان کے مشہور شہر ''غزنہ'' کے ایک ترک مجاہد ''محمود غزنوی'' نے ۱۰۰۱ء میں ہندوستان پر حملہ کیا اور پنجاب ملتان سندھ وغیرہ پر قبضہ کیا، محمود غزنوی نے ۱۰۰۱ء سے ۱۰۲۷ء کے دوران سترہ حملے کیے، ۱۰۲۵ء میں اس نے گجرات کے کاٹھیاوار علاقے میں

ساحل سمندر پر واقع شہر سومناتھ پر حملہ کیا؛ لیکن قبضہ کے باوجود وہاں خود حکومت کے بجائے ہندو حکمراں ہی کو برقرار رکھا، اس کے اوپر ہندوؤں پر مظالم کی جو داستان بیان کی جاتی ہے وہ سراسر غلط اور فریب ہے، محمود غزنوی کی وفات ۱۰۳۰ء میں ہوئی، اس کے بعد اس کا بیٹا محمد غزنوی حاکم ہوا، کچھ مدت کے لئے اس کا بھائی مسعود غزنوی بھی حاکم رہا، اس خاندان کی حکومت ۱۱۸۷ء میں ختم ہوئی۔

غوری خاندان

۱۱۸۷ء سے ۱۲۰۶ء تک ہندوستان پر غوری خاندان حکمراں رہا، اس خاندان کا بھی وطنی تعلق افغانستان سے تھا، غوری خاندان میں سب سے پہلا حکمراں شہاب الدین محمد غوری تھا، اس نے شمالی ہند میں اسلامی حکومت کی سب سے پہلے بنیاد رکھی، اس نے پہلے ملتان پھر لاہور و دہلی پر قبضہ کیا، ۱۱۹۱ء میں اس کا مقابلہ دہلی و اجمیر کے مشہور ہندو حکمراں پرتھوی راج چوہان سے ہوا، پرتھوی راج کے پاس ڈھائی لاکھ فوج تھی، اور محمد غوری کے پاس کل ۳۰ ہزار، اس جنگ میں غوری ہار گیا، مگر اس کے ایک سال کے بعد غوری نے ایک لاکھ بیس ہزار نفری کے ساتھ پرتھوی راج کی تین لاکھ فوج سے جنگ کر کے اسے شکست فاش دے دی، اور اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا، پھر اس نے قنوج کے راجہ کو بھی شکست دی اور بنارس تک اپنی حکومت وسیع کر لی، اس نے اپنے مفتوحہ علاقوں میں اپنے غلام قطب الدین کو اپنا نائب و ذمہ دار بنایا تھا، غوری ہی کے دور میں مشہور بزرگ خواجہ معین الدین چشتی اجمیر تشریف لائے اور اپنا دعوتی و اصلاحی کام شروع کیا، ۱۲۰۶ء میں جہلم کے قریب نماز کی حالت میں محمد غوری شہید ہو گیا۔

خاندانِ غلاماں

محمد غوری کے انتقال کے بعد تھوڑی سی افراتفری ہوئی؛ لیکن جلد ہی اس کے معتمد غلام

قطب الدین ایبک نے قابو پالیا، اور پورے شمالی ہند کا حکمراں بن گیا، یہ خاندانِ غلاماں کی حکومت کا آغاز تھا، اس خاندان کی حکومت ۸۴/سال ۱۲۰۶ سے ۱۲۹۰ء تک رہی، قطب مینار کی تعمیر کا آغاز قطب الدین نے کیا تھا، اس کے انتقال کے بعد ۱۲۱۰ء میں اس کا داماد شمس الدین التمش حاکم بنا (جو خود ایک ترک غلام تھا) اس نے اپنی حکومت میں سندھ واجین، گوالیار اور مالدہ وغیرہ کے علاقے شامل کرلئے، اس نے قطب مینار کی تعمیر مکمل کرائی، ۱۲۳۶ء میں اس کی بیٹی رضیہ سلطانہ نے حکومت سنبھالی، یہ ہندوستان کی پہلی مسلم حکمراں خاتون تھی، مگر ۱۲۴۰ء میں اسے قتل کردیا گیا، اس کے بعد چار سال تک شمس الدین التمش کا پوتا علاء الدین حاکم رہا، مگر ۱۲۴۶ء میں وہ بھی قتل کردیا گیا، پھر مسلسل بیس سال ۱۲۴۶ء سے ۱۲۶۶ء تک التمش کے چھوٹے بیٹے ناصر الدین محمود نے حکومت کی، یہ بہت ہی نیک اور قابل انسان تھا، اس کی وفات کے بعد لگاتار بیس سال تک ۱۲۶۶ء سے ۱۲۸۶ء تک التمش کے ترک غلام اور داماد غیاث الدین بلبن نے حکومت کی اور اپنے دور میں ملک کی شمالی وجنوبی سرحدوں کو بے حد مستحکم کردیا اور تاتاریوں کے حملوں کو ناکام کردیا، خاندانِ غلاماں کا آخری بادشاہ کیقباد تھا جسے خلجیوں نے قتل کردیا تھا۔

خلجی خاندان

خلجی خاندان ترکستان سے تعلق رکھتا تھا اور افغانستان میں طویل مدت سے قیام پذیر تھا، اس خاندان نے ہندوستان پر ۳۱/سال ۱۲۹۰ء سے ۱۳۲۱ء تک حکومت کی ہے، اس خاندان کا ایک فرد فیروز خلجی خاندانِ غلاماں کی حکومت کے آخری دور میں وزیر بن گیا تھا، اس نے ۱۲۹۰ء میں خاندانِ غلاماں سے حکومت چھین لی اور خود "جلال الدین خلجی" کے نام سے حاکم بن گیا، یہ بڑا نیک انسان تھا، ۱۲۹۶ء میں اس کے بھتیجے اور داماد علاء الدین خلجی نے اسے قتل کرکے خود حکومت سنبھالی، اس نے ۱۲۹۷ء میں دو لاکھ مغل فوج کا مقابلہ کرکے شکست

دے دی، اس کی حکومت پنجاب سے دکن اور گجرات تک تھی، اس نے حکومت کا دائرہ شمالی ہند سے جنوبی ہند تک پھیلا دیا تھا، یہ اب تک کی سب سے بڑی اسلامی حکومت تھی، خلجی خاندان کا آخری بادشاہ ''خسرو خان'' تھا، اس کا تعلق گجرات سے تھا، ۱۳۲۱ء میں اس خاندان کی حکومت ختم ہوئی۔

خاندانِ تغلق

۱۳۲۱ء سے ۱۴۱۳ء تک ۹۲ر سال خاندانِ تغلق حاکم رہا، ۱۳۲۱ء میں خلجی حکومت کے سپاہی غازی ملک تغلق نے آخری خلجی بادشاہ ''خسرو خان'' کو قتل کیا، اور غیاث الدین تغلق کے نام سے حاکم بن گیا، ۱۳۲۴ء میں اس کا بیٹا محمد تغلق حاکم ہوا، یہ بے حد پرہیزگار اور منصف بادشاہ تھا، حافظ تھا، اس نے بہت سارے دینی مدارس قائم کرائے، اس کی حکومت ۲۶ر سال رہی۔

۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۸ء تک مسلسل ۳۸ر سال فیروز شاہ تغلق حاکم رہا، جو محمد تغلق کا چچازاد بھائی تھا، جون پور شہر اسی کا بسایا ہوا ہے، اس کے انتقال پر خاندان میں حکومت کے لئے خانہ جنگیاں شروع ہوگئیں، پہلے غیاث الدین تغلق دوم پھر ابوبکر تغلق پھر محمد بن فیروز شاہ، پھر سکندر شاہ نے حکومت کی، ۱۳۹۸ء میں اس خاندان کے آخری حکمراں محمود تغلق نے حکومت سنبھالی، ۱۴۱۲ء میں اس کی وفات کے ساتھ تغلق خاندان کی حکومت ختم ہوگئی۔

سید خاندان

۱۴۱۳ء سے ۱۴۵۱ء تک ۳۸ر سال دہلی کی حکومت پر سید خاندان قابض رہا، پہلا حکمراں سید خضر خان تھا، اس کے بعد اس کا لڑکا مبارک خان بادشاہ بنا، اس کے بعد خضر خان کا پوتا محمد شاہ بادشاہ ہوا، اس کے دور میں بغاوت ہوئی جو پنجاب کے بادشاہ ''بہلول لودھی'' کی مدد سے ختم ہوئی، ۱۴۴۵ء میں محمد شاہ کا لڑکا علاء الدین حاکم بنا، مگر اس سے حکومت سنبھل

نہ سکی، بالآخر ۱۴۵۱ء میں اس خاندان کی حکومت ختم ہوگئی۔

خاندانِ لودھی

۱۴۵۱ء سے ۱۵۲۶ء تک مسلسل ۷۵/سال لودھی خاندان نے ہندوستان پر حکومت کی، اس کا پہلا بادشاہ ''بہلول لودھی'' تھا، جس نے ۱۴۸۸ء تک ۳۸/سال حکومت کی، اس کے دور میں حکومت شمال میں بندیل کھنڈ تک وسیع ہوگئی، اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ بہلول کا بیٹا سکندر لودھی تھا، جس نے ۲۸/سال حکومت کی، آگرہ اسی کا بسایا ہوا ہے، آخری بادشاہ سکندر کا بیٹا ابراہیم تھا، جو ۱۵۲۶ء میں پانی پت کے میدان میں مغل بادشاہ بابر کے ساتھ جنگ میں مارا گیا، اور اس طرح اس حکومت کا خاتمہ ہوا۔

مغلیہ خاندان کی حکومت کا پہلا دور

مغلیہ خاندان نے ہندوستان پر ۳۰۰/سال سے زائد حکومت کی ہے، یہ ہندوستان میں مسلمانوں کی آخری حکوت تھی۔

۱۵۲۶ء میں کابل کے تیمور خاندان سے تعلق رکھنے والے ظہیر الدین بابر نے پانی پت کے میدان میں دہلی کے حاکم ابراہیم لودھی کو قتل کرکے اور اس کے لشکر کو شکست دے کر مغلیہ سلطنت قائم کردی، اور مالدہ سے بنگال تک اپنا تسلط جمالیا، ۱۵۳۰ء میں اس کی وفات ہوئی، اس کے بعد بابر کا جوان بیٹا ہمایوں صرف ۳۰/سال کی عمر میں حکمراں ہوا، لیکن کچھ ہی عرصہ بعد ۱۵۴۰ء میں ایک افغان سردار شیر شاہ سوری نے ہمایوں کو شکست دی اور ہمایوں کو ایران بھاگنا پڑا۔

سوری خاندان

ہمایوں کو شکست دے کر ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سوری حکمراں بنا، یہ بہت قابل تھا، اس کی حکومت بہار بنگال اور دہلی سے پنجاب وسندھ تک تھی، اس نے اپنے ۵/سالہ دور میں پنجاب

سے بنگال تک ۱۳۰۰؍میل طویل سڑک بنوائی، اس کا پایۂ تخت دہلی کے بجائے بہار کا شہر ''سہسرام'' تھا، ۱۵۴۵ء میں اس کا انتقال ہوا، اس کے جانشین سلیم شاہ نے ۱۵۵۲ء تک حکومت کی، پھر فیروز شاہ سوری حاکم بنا، مگر وہ جلد ہی قتل کردیا گیا، پھر چند ماہ ابراہیم شاہ سوری حاکم رہا، آخری حاکم سکندر شاہ سوری ہوا، شورش پھیل چکی تھی، اس کا فائدہ اٹھا کر ہمایوں نے ۱۵۵۵ء میں شاہِ ایران کی مدد سے سکندر شاہ کو شکست دے کر دہلی پر دوبارہ قبضہ کرلیا، اور سوری خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوگیا۔

مغلیہ خاندان کی حکومت کا دوسرا اور زریں دور

۱۵۵۵ء میں ہمایوں نے دوبارہ تخت سنبھالا؛ لیکن دوسرے سال ہی اس کی وفات ہوگئی، ہمایوں کے بعد اس کا بڑا بیٹا جلال الدین اکبر حکمراں ہوا، اس کا دورِ حکومت تقریباً ۵۰؍سال رہا، اس نے ایک باطل مذہب ''دین الٰہی'' کی بنیاد بھی رکھی۔ مشہور بزرگ مجدد الف ثانی نے اس دین کی مکمل تردید کی، اور امت کو اس کے غلط اثرات سے بچایا۔ اکبر کی حکومت کا دائرہ بے حد وسیع تھا، سندھ، قندھار، کشمیر، بہار، بنگال، گجرات، مالدہ، اڑیسہ، دکن اور بلوچستان سب خطے اس کے زیرِ حکومت تھے۔

۱۶۰۵ء میں اکبر کے انتقال کے بعد اس کا بڑا بیٹا سلیم نور الدین جہاں گیر حکمراں بنا، یہ بہت بلند حوصلہ، علمی ذوق رکھنے والا اور ہمدرد تھا، اس کی حکومت میں اس کی بیوی نور جہاں کا بڑا عمل دخل اور اثر تھا، ۱۶۲۸ء میں اس کا انتقال ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا شاہ جہاں حاکم بنا، اس نے لال قلعہ، جامع مسجد، تاج محل جیسی عمارتیں بنوائیں، اس نے تخت طاؤس بھی بنوایا تھا، اس کے زمانے میں دکن، احمد نگر، اور بیجاپور وغیرہ علاقے مغلیہ سلطنت کا حصہ بنے، اس کا دورِ حکومت ۳۰؍سال رہا۔

شاہ جہاں کی بیماری میں اس کے بیٹوں اورنگ زیب، دارا شکوہ اور شجاع میں حکومت

کے لئے لڑائی شروع ہوئی، جس میں اورنگ زیب عالمگیر کامیاب ہوئے، ۱۶۵۸ء میں اورنگ زیب نے حکومت سنبھالی، اور سیاسی حکومت و مصلحت سے اپنے والد کو آگرہ کے قلعے میں نظر بند کردیا، جہاں ۸/سال بعد ۱۶۶۶ء میں شاہ جہاں کی وفات ہوئی، چوں کہ اورنگ زیب کا بڑا بھائی داراشکوہ بد دین تھا، باپ کی حمایت اس کو حاصل تھی، باپ کا رویہ اورنگ زیب کے ساتھ ظالمانہ تھا، اس لئے مصلحت باپ کو نظر بند کرنے میں تھی، لیکن اس کے باوجود اورنگ زیب نے باپ کے ساتھ بے حد حسن سلوک کیا، ہندوستان کی پوری اسلامی تاریخ میں اورنگ زیب سب سے نیک، خداترس، اور ایمان دار بادشاہ تھا، غیر مسلم مؤرخین نے اس پر ہندوؤں کے ساتھ بدسلوکی کا الزام لگا کر بہت بدنام کیا ہے، حالاں کہ اس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، خود اورنگ زیب کی فوج میں بہت سے ہندو اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

اورنگ زیب نے ۴۸/سال حکومت کی، اور خلافت راشدہ کے طرز پر حکومت چلانے کی پوری کوشش کی، اس کا دائرۂ حکومت آسام کے سندھ اور کشمیر سے کیرالہ تک وسیع تھا، ساتھ ہی وہ بڑا علم پرور تھا، فقہ کی مشہور کتاب ''فتاویٰ عالمگیری'' اس نے مرتب کرائی، ۱۷۰۷ء میں اس کا انتقال ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا معظم شاہ (عرف شاہ عالم بہادر شاہ) حاکم بنا، اس کی اپنے بھائی اعظم کے ساتھ لڑائی ہی، جس میں اعظم قتل ہوا، اور یہیں سے مغلیہ سلطنت کا خاتمہ شروع ہوا، شاہ عالم کے بعد معز الدین جہاں دار حاکم بنا، جسے ایک سال میں ہی اس کے بھتیجے کے لڑکے فرخ سیر نے قتل کرایا، اور ۱۷۲۱ء میں حکومت سنبھالی، مگر کچھ ہی عرصے میں فرخ سیر بھی مارا گیا، پھر رفیع الدرجات، رفیع الدولہ اور محمد شاہ نے باری باری اقتدار سنبھالا، محمد شاہ کے دور میں ۱۷۳۸ء میں ایران کے نادر شاہ نے ہندوستان پر زبردست حملہ کیا اور خوب قتل وغارت گری کی، مغلیہ حکومت کمزور ہوتی گئی، متعدد ریاستوں میں بغاوتیں اور خود مختار حکومتیں بن گئیں، گجرات اور مہاراشٹر پر مرہٹوں کا قبضہ ہوگیا، ۱۷۴۸ء میں

محمد شاہ کا لڑکا احمد شاہ حاکم بنا؛ لیکن ۵؍سال کے بعد اس کو معظم شاہ کے پوتے عالمگیر ثانی نے بے دخل کر کے خود حکومت سنبھال لی۔

انگریزوں کا عمل دخل بھی بڑھتا جا رہا تھا، تجارت کے بہانے ہندوستان میں انھوں نے اپنی جڑیں مضبوط کر لی تھیں، عالمگیر ثانی کے بعد شاہ عالم ثانی کو حکومت ملی جس نے انگریزوں سے مقابلہ بھی کرنے کی کوشش کی، مگر ناکام ہوا، اس کے بعد اس کا لڑکا اکبر ثانی حاکم بنا یہ انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا، خاندانِ مغلیہ کا آخری بادشاہ (جو ہندوستان میں آخری مسلم بادشاہ تھا) اکبر ثانی کا لڑکا بہادر شاہ ظفر تھا، یہ ۱۸۳۷ء میں برائے نام دہلی کا بادشاہ بنا، یہ بھی انگریزوں کا وظیفہ خوار تھا، اس کی حکومت لال قلعہ کی چہار دیواری تک تھی، ساتھ ہی یہ اچھا شاعر و ادیب بھی تھا، انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں اس کو رنگون (برما) میں قید کر دیا، جہاں بے چارگی کے عالم میں ۱۸۶۲ء میں اس کی وفات ہوئی، اس طرح ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے ساتھ ہی اسلامی حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

مسلم حکومت کی خصوصیات

غور کیا جائے تو ہندوستان پر مسلمانوں نے ۷۱۳ء سے ۱۸۵۷ء تک تقریباً ساڑھے گیارہ سو سال حکومت کی، مسلمانوں کی حکومت کی بے شمار خصوصیات رہیں، جن میں غیر مسلم ہم وطنوں کے ساتھ بے انتہا مثالی رواداری اور حسن سلوک، مذہبی آزادی، عدل، مساوات، ملک کی ہمہ جہت ترقی، تجارت، زراعت، صنعت و حرفت، سیاست و ثقافت، تعلیم و تعمیر ہر اعتبار سے ملک کو نمایاں کرنا بالکل عیاں اور ناقابل انکار ہیں؛ لیکن افسوس یہ ہے کہ آزادیٔ ہند کے بعد جو تاریخ اور نصاب مرتب ہوا، اس میں انتہائی جانب داری، تعصب اور فرقہ پرستی سے کام لے کر مسلم حکمرانوں کے تعلق سے منفی، غلط اور خلافِ واقعہ باتیں شامل کی گئیں۔

❒❖❒

آزادئ ہند میں مسلمانوں کی خدمات

انگریزوں کی برطانیہ سے آمد پہلی بار مغل بادشاہ جہاں گیر کے دور میں ۱۶۱۵ء میں تاجر کی حیثیت سے ہوئی، اور حکومت کی اجازت سے انہوں نے سب سے پہلے سورت، احمد آباد اور آگرہ وغیرہ میں اپنے تجارتی مرکز شروع کیئے، پھر یہ سلسلہ مدراس، کلکتہ اور ممبئ تک پہنچا، ۱۷۰۸ء آتے آتے انگریزوں نے ہندوستان میں ۳؍ بڑی کمپنیاں قائم کرلیں، پھر ان کمپنیوں میں کچھ اختلافات ہوئے تو ملکۂ برطانیہ کے حکم سے ایک متحدہ تجارتی کمپنی ''ایسٹ انڈیا کمپنی'' کے نام سے قائم ہوئی، ۱۷۷۱ء میں اورنگ زیب نے انگریزوں کے مکارانہ ارادوں اور حکومت پر قبضے کی سازشوں کو بھانپ کر انہیں ہندوستان سے باہر کر دیا تھا، مگر کچھ عرصہ بعد ۱۶۹۰ء میں پھر انہوں نے اجازت حاصل کرلی، اس کے بعد انہوں نے کلکتہ میں فوجی قلعہ بنایا، مدراس میں بھی تجارت مرکز شروع کر دیا، اورنگ زیب کے بعد اس کے جانشینوں کی نااہلی اور کمزوری سے فائدہ اٹھا کر انگریزوں نے دھیرے دھیرے انتظامی امور میں مداخلت شروع کی، پھر ان کا اثر ورسوخ اتنا بڑھتا گیا کہ بادشاہ کے لئے ان کو نظر انداز کرنا بھی ممکن نہ رہا، بتدریج عمل دخل کے ذریعہ انہوں نے جنوب میں کرناٹک اور مشرق میں کلکتہ پر پورا قبضہ کرلیا، مدراس بھی ان کے قبضے میں آگیا۔

انگریزوں کے قبضے کے خلاف بنگال میں مرشد آباد کے حاکم نواب سراج الدولہ نے ۱۷۵۷ء میں تحریک چلائی، پلاسی کے مقام پر ان کی انگریزوں سے جنگ ہوئی، سراج الدولہ کی ۷۰؍ ہزار فوج انگریزوں کی ۳؍ ہزار کی فوج سے سراج الدولہ کے غدار وزیر میر جعفر کی غداری کی وجہ سے ناکام ہوگئی، انگریزوں نے سراج الدولہ کو قتل کر ڈالا، اس کے بعد

انگریزوں نے بنگال میں ۲۴ر پرگنہ پر قبضہ کرلیا، یہ ہندوستان میں انگریزوں کا پہلا باضابطہ قبضہ تھا۔

۱۷۶۷ء میں دہلی کے مغل بادشاہ شاہ عالم، نواب شجاع الدولہ حاکم اودھ اور مرشد آباد کے حاکم جعفر کے داماد قاسم کی مشترکہ فوجوں کا میدان بکسر میں انگریزوں سے مقابلہ ہوا، مگر انگریزوں کی سات ہزار کی فوج مسلمانوں کی ۵۰ر ہزار کی فوج پر غالب آ گئی، اس شکست کے بعد شاہ عالم نے انگریزوں سے صلح کر کے اور ان کا وظیفہ قبول کر کے بہار، بنگال اور اڑیسہ کا پورا علاقہ ان کے سپرد کر دیا۔

انگریزوں سے تیسرا معرکۃ الآ راء مقابلہ ریاست میسور کے حاکم سلطان ٹیپو شہید نے کیا، لیکن اس کو اپنوں کی سازش (جن میں بطور خاص میر صادق جیسا غدار تھا) کی وجہ سے اور مرہٹوں کی انگریزوں کی حمایت کی وجہ سے شکست ہوئی، ۴ر مئی ۱۷۹۹ء کو سلطان ٹیپو انگریزوں سے لڑتے ہوئے سری رنگا پٹنم کے میدان میں شہید ہوا، انگریزوں نے ٹیپو کی لاش دیکھ کر راحت محسوس کی اور کہنے لگے کہ آج سے ہندوستان ہمارا ہے، اس کے بعد انگریزوں نے بنگال و کرناٹک کے علاوہ پنجاب سندھ اودھ برما ہر جگہ اپنا قبضہ جمالیا، ۱۸۰۳ء میں انگریز فاتحانہ دہلی میں داخل ہو گئے، اس صورتِ حال سے متأثر ہو کر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کا فتویٰ جاری کیا، انہیں کے حکم سے حضرت سید احمد شہید رائے بریلویؒ نے تحریک اصلاح و جہاد قائم کی، عوام کی ذہن سازی کے لئے ملک کے تمام اہم علاقوں کا دورہ ہوا، پھر ۱۷ر جنوری ۱۸۲۶ء کو حضرت سید احمد شہید نے رائے بریلی سے صوبہ سرحد کی طرف سفر ہجرت و جہاد شروع کیا، آپ کے ساتھ ۱۵ر سو مجاہدین تھے، آپ نے سکھوں سے کئی مقابلے کئے، سکھوں سے مقابلے کی ایک وجہ ان کا مسلمانوں پر ظلم تھا، دوسرے یہ کہ اسلامی علاقوں اور انگریزوں کے مقبوضہ علاقوں کے درمیان رکاوٹ صرف سکھوں کی حکومت تھی، انہیں ختم کئے بغیر انگریز کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تھا، لیکن سرحد کے علاقے

میں مختلف مقامی امراء کی طرف سے غداریاں ہوئیں، بالآخر بالاکوٹ کے میدان میں سکھوں سے زبردست مقابلہ ہوا، اور ۷؍مئی ۱۸۳۱ء کو حضرت سید صاحب اور حضرت شاہ اسماعیل شہید اپنے رفقاء کے ساتھ شہید ہو گئے، اس کے بعد اس تحریک سے وابستہ مجاہدین نے پٹنہ کے محلّہ صادق پور کو اپنا مرکز بنایا، اور انگریزوں کے خلاف مجاہدین کو منظّم کیا، علماء کی یہ جماعت علماء صادق پور کے نام سے مشہور ہوئی، اس میں نمایاں مولانا سید محمد علی رام پوری، مولانا ولایت علی عظیم آبادی، مولانا احمد اللہ، ہیں۔ ۱۸۶۴ء میں انگریزوں نے مولانا احمد اللہ، مولانا جعفر تھانیسری، مولانا یحییٰ عظیم آبادی سمیت ۸؍لوگوں کو پھانسی کی سزا سنائی، پھر اسے منسوخ کر کے انہیں کالا پانی (انڈمان) میں قید کر دیا، جہاں مولانا یحییٰ اور مولانا احمد اللہ کی وفات ہو گئی، اور باقی لوگ ۱۸۸۳ء میں رہا ہوئے۔

انگریزوں سے پہلی باضابطہ جنگ ۱۸۵۷ء میں تمام ہندوستانیوں نے مشترکہ طور پر شروع کی، یہ مشترکہ کوشش میرٹھ سے شروع ہوئی، انگریزوں نے اس کوشش کو ''غدر'' (غداری) کا برا نام دیا، اس کوشش کے پہلے مرحلہ میں انقلابی دستے نے دہلی پر قبضہ کر کے بہادر شاہ ظفر کو ہندوستان کا بادشاہ بنانے کا اعلان کیا، لیکن پھر انگریزوں نے وسائل کی کثرت کی وجہ سے اور وطن فروش غداروں کی مدد سے اپنا تسلط جما لیا اور بہادر شاہ ظفر کو ۱۹؍ستمبر ۱۸۵۷ء کو گرفتار کر کے رنگون جلاوطن کر دیا، اس طرح دہلی پر انگریزوں کا مکمل قبضہ ہو گیا، انگریزوں نے مجاہدین آزادی پر ہر ممکن ظلم وستم کیا، صرف ۱۸۵۷ء میں ۲۷؍ہزار مسلمانوں کو پھانسی دی، قتل عام میں جو مارے گئے ان کا تو شمار ہی نہیں۔

اکابر علماء دیوبند (حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ) نے اپنے مرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کی، اور انگریزوں کے خلاف منظّم فوجی کارروائیاں شروع کیں، جہاد کا اعلان ہوا، شاملی میں معرکہ آرائی ہوئی، اس میں حافظ ضامن شہید بھی ہوئے، تھانہ بھون میں انگریزوں نے

ایک ہزار مجاہدین کو شہید کیا، ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی میں اکثر جگہ علماء نے ہی قیادت کی، اس دور کے مجاہدین علماء میں مولانا احمد اللہ شاہ کا نام بہت نمایاں ہے، جنہیں ۱۸۵۸ء میں شہید کر دیا گیا، یہ ۱۸۵۷ء کی تحریک کے عظیم قائد رہے ہے، اور انگریزوں کے خلاف اکثر سرگرمیوں کی قیادت انہوں نے ہی کی تھی۔

۱۸۵۷ کی تحریک بظاہر ناکام رہی؛ لیکن اس نے ملک کے ہر خطے میں روحِ جہاد وآزادی پھوک دی، ۱۸۶۶ء میں دارالعلوم دیوبند قائم کیا گیا، حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ نے آزادی کی ایک منظّم کوشش شروع کی، جسے ''تحریک ریشمی رومال'' کا نام دیا جاتا ہے، حکومت برطانیہ کو اس تحریک کا سراغ کچھ ریشمی رومالوں سے ملا تھا، جن پر تحریک کی ضروری معلومات تھیں، اس لئے اس کو تحریک ریشمی رومال کے نام سے شہرت دے دی گئی تھی، اس تحریک کا راز جولائی ۱۹۱۶ء میں فاش ہوا، اس وقت حضرت شیخ الہندؒ طائف (سعودیہ عربیہ) میں تھے، پھر حضرت شیخ الہند اوران کے رفقاء جن میں سب سے نمایاں نام شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کا ہے، گرفتار کر لئے گئے، فروری ۱۹۱۷ء میں قیدیوں کا یہ قافلہ مالٹا پہنچا دیا گیا، اس قید سے مارچ ۱۹۲۰ء میں رہائی ہوئی۔

ہندوستان میں آزادی کی جدوجہد مسلسل جاری تھی، نومبر ۱۹۱۷ء میں مفتی اعظم حضرت مولانا کفایت اللہ صاحب نے تحریک شیخ الہند کے قائدین کی گرفتاری پر احتجاج کے لئے ''انجمن اعانت نظر بندانِ اسلام'' قائم کی، پھر نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کے نام سے باضابطہ تنظیم تشکیل دی گئی، جمعیۃ علماء کے پلیٹ فارم سے آزادئ ہند کی تحریک پورے زور وشور سے جاری رہی؛ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ملک میں سب سے پہلے مکمل آزادی کا نعرہ ''جمعیۃ علماء ہند'' نے دیا۔

اگست ۱۹۲۰ء سے ملک گیر تحریک عدم تعاون شروع ہوئی، جس میں علماء اور مسلم عوام کا

نمایاں اور قائدانہ کردار رہا، حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی، مولانا محمد علی جوہر، مولانا شوکت علی جوہر، ڈاکٹر سیف الدین کچلو وغیرہ مجاہدین سمیت کل تیس ہزار لوگ گرفتار کیئے گئے، ۱۹۳۰ء میں آزادی کے مطالبے کو لے کر گاندھی جی نے تحریک نمک سازی شروع کی، تو اس میں علماء اور مسلمانوں نے نمایاں حصہ لیا، اور پچاسوں علماء گرفتار ہوئے، ۱۹۳۱ء میں کانگریس کی طرف سے جاری تحریک سول نافرمانی میں بھی علماء کا قائدانہ رول رہا، اور تقریباً ۴۵/ہزار مسلمانوں نے گرفتاری دی۔

بالآخر بڑی محنتوں، قربانیوں اور کوششوں کے بعد ہندوستان ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں سے آزاد ہوا، انگریزوں نے جاتے جاتے اپنی سازش سے ملک کو تقسیم کرادیا اور ہندو فرقہ پرستی کا بیج بو کر گئے۔

ہندوستان کی آزادی صحیح معنوں میں مسلم علماء، قائدین اور مجاہدین کی دین ہے، مجاہدین کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، جن میں چند مشہور نام یہ ہیں:

(۱) سلطان ٹیپو شہید (۲) نواب سراج الدولہ (۳) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۴) حضرت سید احمد شہید (۵) شاہ اسماعیل شہید (۶) علماء صادق پور (۷) مولانا احمد اللہ شاہ (۸) حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (۹) حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۰) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (۱۱) حضرت حافظ ضامن شہید (۱۲) قاضی عنایت علی تھانوی (۱۳) حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی (۱۴) مولانا فیض احمد بدایونی (۱۵) مولانا کفایت علی کافی شہید (۱۶) حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۷) حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (۱۸) مولانا فضل حق خیرآبادی (۱۹) بدرالدین طیب جی (۲۰) حکیم اجمل خاں (۲۱) مولانا ابوالکلام آزاد (۲۲) مولانا برکت اللہ بھوپالی (۲۳) مولانا محمد علی جوہر (۲۴) مولانا شوکت علی (۲۵) مولانا عبیداللہ سندھی (۲۶) مولانا حسرت موہانی (۲۷) مولانا ظفر علی خاں (۲۸) رفیع احمد قدوائی (۲۹) خان عبدالغفار خان (۳۰) مجاہد ملت

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی (۳۱) مفسر قرآن مولانا احمد علی لاہوری (۳۲) مولانا عزیر گل پشاوری (۳۳) ڈاکٹر مختار انصاری (۳۴) مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب شاہجہاں پوری (۳۵) ڈاکٹر سیف الدین کچلو (۳۶) مولانا احمد سعید دہلوی (۳۷) مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد (۳۸) رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی (۳۹) امیر شریعت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری (۴۰) مولانا عبدالباری فرنگی محلی (۴۱) مولانا محمد منیر نانوتوی (۴۲) قاضی عبدالجلیل شہید (۴۳) مفتی صدرالدین آزردہ۔

مصنف کی مطبوعہ علمی کاوشیں

● اسلام میں عفت وعصمت کا مقام

یہ کتاب عفت وعصمت کے موضوع پر انتہائی تفصیلی اور اہم پیش کش ہے، اپنے مندرجات کی جامعیت اور نصوص کی کثرت کی بنیاد پر اپنے موضوع پر اردو زبان میں انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، ملک وبیرونِ ملک کے اکابر علماء کے تأثرات وتقریظات سے آراستہ ہے۔ مختصر سے عرصہ میں اس کے پانچ ایڈیشن منظر عام پر آچکے ہیں، یہ کتاب بجا طور پر اس قابل ہے کہ عوام وخواص، علماء وعوام، مرد وعورت سبھی اس کو اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

● اسلام میں صبر کا مقام

یہ کتاب صبر کے موضوع پر ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے، فاضل مصنف نے اس کتاب میں جدید اسلوب میں قرآن وحدیث، آثار صحابہ کی روشنی میں صبر کے مقام، اس کی اہمیت اور ضرورت کے متعدد پہلوؤں کو کافی شرح وبسط کے ساتھ واضح کیا ہے، صبر وشکر کے تقابلی تجزیے پر مصنف نے بے حد قیمتی باتیں تحریر کی ہیں، دور حاضر کے ہر نوجوان کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔

● ترجمان الحدیث

اس کتاب میں اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق کے متعلق ڈیڑھ سو صحیح ترین احادیث نبویہ کی مدلل اور عام فہم اسلوب میں عالمانہ تشریح کی گئی ہے۔ یہ کتاب بجا طور پر اس قابل ہے کہ اپنے مواد کی علمیت اور افادیت کی وجہ سے اسے مساجد اور اجتماعی مجالس میں سنایا اور پڑھایا جائے۔

● اسلام کی سب سے جامع عبادت نماز

اس کتاب میں نماز کی اہمیت، اقسام وانواع، خشوع کی شرعی حیثیت، خشوع کے مختلف طریقوں کا ذکر قرآن وسنت کی روشنی میں بڑی تفصیل سے کیا گیا ہے۔ خشوع کے موضوع پر جو

فاضلانہ اور عالمانہ مفصل و مدلل بحث کی گئی ہے وہ اردو دنیا میں اپنی نوعیت کی منفرد چیز ہے، یہ کتاب ہر خاص و عام کے مطالعہ میں جگہ پانے کی اولین مستحق ہے۔

● اسلام اور زمانے کے چیلنج

موجود معاصر حالات کے تناظر میں مصنف کے اشہب قلم سے نکلی ہوئی پرسوز، پردرد اور واقعیت پسندی پر مبنی فکری تحریروں کا یہ مجموعہ موجودہ صورتِ حال میں ہر مسلمان کے لئے راہبر اور فکری غذا فراہم کرتا ہے، جو بات بھی لکھی گئی ہے باحوالہ اور نصوص کی روشنی میں ہے۔

● سیرتِ نبویہ قرآنِ مجید کے آئینے میں

یہ کتاب قرآن کی روشنی میں سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جامع اور روشن پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے، قرآنی سیرت کے موضوع پر یہ اردو زبان میں پہلی باضابطہ کتاب ہے، جس میں سیرت طیبہ کو تاریخی ترتیب کے ساتھ قرآنی بیان کے آئینہ میں پیش کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے، اسلوبِ بیان بے حد پرکشش اور اچھوتا ہے۔ کتاب کے متعدد ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔

● عظمتِ عمر کے تابندہ نقوش

یہ کتاب عربی کے مشہور ادیب شیخ علی طنطاوی کی پراثر تحریر "قصة حياة عمر" کی ترجمانی ہے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمے سے مزین ہے، کتاب میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عظمت و عبقریت کے نمایاں پہلو بہت دل نشیں اور ساحرانہ اسلوب میں اجاگر کئے گئے ہیں، سیرتِ عمر پر یہ کتاب عمدہ اور قابل قدر اضافہ ہے۔

● گناہوں کی معافی کے طریقے اور تدبیریں

یہ کتاب صحیح ترین احادیث نبویہ کی روشنی میں گناہوں کی معافی کے مختلف طریقوں کو محیط ہے، اس میں گنہ گاروں کو مایوسی سے بچنے کی تاکید اور توبہ کی تحریک اور عمل صالح کی ترغیب ملتی ہے، ہر مسلمان نوجوان کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

● گلہائے رنگا رنگ

تین جلدوں پر مشتمل یہ وقیع کتاب قرآن وسنت کی انقلابی تعلیمات، اصلاحِ قلب و نفس

ومعاشرہ، اسلام کے خلاف پھیلائے گئے مغالطوں اور شکوک وشبہات کی مکمل اور مدلل تردید کو محیط عام فہم اور دل نشیں اسلوب میں بیش قیمت اور فکر انگیز تحریروں کا مجموعہ ہے۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن بہت جلد مقبول ہوا، اب دوسرا ایڈیشن زیر طباعت ہے۔

● مفکر اسلام: جامع کمالات شخصیت کے چند اہم گوشے

یہ کتاب مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نور اللہ مرقدہٗ کی حیات وخدمات اور ان کی تابندہ زندگی کے روشن نقوش اور نمایاں امتیازات کی جامع اور مکمل تصویر کشی ہے۔ کتاب حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ کے بیش قیمت مقدمات سے مزین ہے، متعدد اہل قلم کے تأثر کے مطابق مفکر اسلام کی شخصیت پر لکھی جانے والی کتابوں میں یہ کتاب اپنے مواد کی جامعیت، اسلوب کی دل کشی اور حسن بیان کے اعتبار سے انفرادی شان رکھتی ہے۔

● علوم القرآن الکریم

یہ کتاب حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی کی اردو تصنیف علوم القرآن کا عربی ترجمہ ہے۔ مترجم نے بہت سلیس اور شگفتہ عربی زبان میں کتاب کو اردو سے منتقل کیا ہے، شروع میں حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ کا مقدمہ زینت کتاب ہے۔

● اسلام میں عبادت کا مقام

یہ کتاب عبادت کے موضوع پر انتہائی جامع اور محیط کتاب ہے، جس میں عبادت کے تمام پہلوؤں کا کتاب وسنت اور اقوال سلف کی روشنی میں تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ عوام اور خواص سب کے لئے یکساں مفید ہے۔

● اصلاح معاشرہ اور تعمیر سیرت واخلاق

یہ کتاب معاشرتی اصلاح اور سیرت وکردار کی تعمیر کے تعلق سے بے حد مفید اور جامع کتاب ہے، جس میں اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کا ذکر بڑی تفصیل سے اور وضاحت کے ساتھ کیا گیا ہے، دور حاضر میں ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ ضرور کرنا چاہئے۔

● اسلام دین فطرت

یہ کتاب مذہب اسلام کے امتیازات اوراس کی انسانیت نواز تعلیمات کو واضح کرتی ہے، اس میں اسلام کی جامعیت، واقعیت، حقیقت پسندی، ربانیت، امن واسلامتی، اخوت ووحدت، مساوات واجتماعیت جیسے متعدد اہم گوشوں پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ ہر باذوق کے لئے قابل مطالعہ ہے۔

● دیگر کتب:

حضرت شیخ الہندؒ: شخصیت، خدمات وامتیازات
اختر تاباں (تذکرہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ)
والد ماجد (تذکرہ حضرت مولانا محمد باقر حسین صاحبؒ)
مقام صحابہ اور غیر مقلدین
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن عناوین
سچ اور جھوٹ کتاب وسنت کی روشنی میں ایک جائزہ
اسلام کا جامع اور مؤثر ترین تعزیری نظام
کچھ یادیں کچھ باتیں (تذکرہ حضرت مولانا مفتی محمد افضل حسین صاحبؒ)
اسلام اور دہشت گردی

● عربی کتب:

علوم القرآن الكريم
وان المساجد لله
لمعات من الاعجاز القرآني البديع
اصول المعاش الاسلامی فی ضوء نصوص الكتاب والسنة......
نظرة عابرة على القضاء والقضاة فی الاسلام
بحوث علمية فقهية

نوٹ: یہ کتابیں مندرجہ ذیل پتوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں:

(۱) اسلامک بک فاؤنڈیشن دہلی (۲) فرید بک ڈپو دہلی (۳) کتب خانہ نعیمیہ دیوبند (۴) جامعہ عربیہ امدادیہ مرادآباد